واجب العرض

دنیا

دنیا خواب ہے چونکہ اس کی کوئی حالت کوئی صورت مستقل و قائم نہیں۔ بھول بھلیاں کا تماشہ ہے جو مشاہدہ میں آرہا ہے اس عالم خواب کے اندر انسانی زندگی خواب میں خواب ہے لیکن دل لگی کا یہ عالم ہے کہ خواہ غم و الم ہوں۔ ظلم و ستم ہوں سب فراموش ہو کر ایسا محویت طاری رہتی ہے۔

دنیا خوابست و زندگانی در وے ہم
خوابست کہ در خواب ببینی آں را

وقت

انسانی ہستی کیلئے جو زمانہ گذر چکا اس کے صادرہ دوبارہ نہیں لائے جا سکتے اسی کا نام ماضی ہے۔ حال اس کا دوسرا حصہ ہے لیکن خود حال کسی حالت پہ نہیں ہے کیونکہ جو دم گزر چکا وہ ماضی کے کیسہ میں پڑ گیا جو واپس دستیاب نہیں ہو سکتا۔ دم باقی مستقبل کی صورت میں ہے پس زمانہ حال کہاں رہا مستقبل لامحدود ہے۔ جس پہ ہمارا بس نہیں۔ قانون قدرت جیسا چاہتی ہے رنگ جما دیتی ہے۔ ہم اس کے سہارے چلتے رہتے ہیں گویا وقت ہمارے قابو میں نہیں اس کا نام قسمت یا تقدیر ہے۔

ہے مقامِ زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ
ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارہ ہو گیا

ایضاً
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا کل کی خبر نہیں

کا سبب سمت ۴۳ ۴۹ھ ۱۹۲۹ء اظہار عالم ہے اس کی تسلی علم جوتش کے مطابق
کرکے "سورج سدھانت" سے بخوبی ہوتی ہے دنیا کی مسلّمہ و مشترک ترین کتاب
سری کھگول گیا کے ادھیائے آٹھ اشلوک سترہ میں بھی سمت مذکورہ بالا کی تائید
ہوتی ہے چنانچہ اس اہم سوال کو طے کرنے کے لئے اس طویل طویل عرصہ کے واقعات
قلمبند کئے گئے اس مجموعہ کا نام

"کون و مکان عرف بحرِ عرفان"

رکھا گیا ہے یہ ضخیم مجموعہ اٹھارہ جلدوں میں مرتب ہوا جس کی ہر ایک جلد سری گیتا ماتا کا
سہارا لئے ہوئے ہے

تعارف مؤلف

ایک غریب برہمن بعمر ۲۳ سال ایک غیر معروف بستی تعلیم لسٹ لیں
تک حاصل کی۔ بعمر ۱۷ سال حالات زمانہ نے ملازمت سرکار کے
لئے مجبور کیا مدرسہ علوم مروجہ کی تکمیل سے ناکام رہا مگر مؤلف کے خداداد استاد (جن کا
تعارف آئندہ سطور میں ہوگا) کی خدمت مبارک میں بارہ ۱۲ سال سے پچیس ۲۵ سال تک دیکھا
صحبت سے مستفیض رہا۔ جنہوں نے اس طویل عرصہ میں ہندی عربی فارسی مشہور و معروف
ادبی۔ اخلاقی مجلسی قومی تاریخی علوم سے تدریس دیا۔ دوران ملازمت میں بھی تا حدود اُن کے
قدموں میں تعلیم حاصل کرتا رہا مری پچیس برس کی عمر تھی کہ استاد واصل حق ہو گئے۔ اور
سلسلہ تعلیم بند ہو گیا۔ استاد آنجہانی نے اپنی بیت حضر ملکی کے ساٹھ سالہ تجربات و
مشاہدات و تاریخی مطالعہ جات کے نوٹ عطا فرمائے اور ہدایت بخشی کہ ابتدائے عالم سے
ایک مکمل باقاعدہ مرتب کرنا جس میں فلاسفی رنگ سے رنگین مسلسل تاریخی واقعات درج ہوں۔

تعارف اُستاد

آپ ایک بے نظیر ہستی مرد باخدا ان سے ذات سے صوفیانہ حسین
اسم گرامی ... آپ کی پیدائش میرا بائی کی جنم بھومی سے

تاریخ اس کے تین نام ہیں۔

تاریخ	اتہاس	ہسٹری
تاخیر تا آخر	اِتی ہاس	His story
اصطلاح قدیم سے قدیم	اصطلاح بہت پرانے	اصطلاح بہتر سا
آخر سے آخر حالات	یوں کی مدد کرے	وہ لائق کی کہانی

گویا جواب کو دنیا کے ماورا رکھا ہے۔ وقت کو جواب کے حالات و انقلابات کے اتفاقات سے سلسلہ رکھا ہے۔ دنیا کے انقلابات و اتفاقات کو مضامین تاریخ کے قرطاس سے محفوظ کر رکھا ہے۔ بس یہ حل ہوا کہ انسانی دل و دماغ کے لئے افسانہ نصیحت سوانح سیرت۔ واقعات حسن و قبح۔ دنیا و گزشتگاں کا ذخیرہ تاریخ ہے یہی منشا ہے اسکا امر۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر علم تاریخ میں ادھورہ پن رکھا جائے اور ترک واقعات کا ردّ عمل ہو۔ تو وہ تاریخ کہلانے کی حقدار نہیں۔

میرا اعلان

موجودہ تواریخ خلف و سلف۔ خود حق زیادہ سے زیادہ دو ہزار برس کے دائرہ میں ایک دوسرے مورّخ کی تاریخ کے مطابق یا مخالف رنگین عبارتوں میں دماغ سوزی کر رہی ہے۔ مقام ترین سوال تو یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا اس ارض و سما کی ساخت و پیدائش کیا ہے۔ کتنے عرصہ سے یہ زمین و آسمان و اس کے ساکنان کس طرح پیدا ہوئے۔ اور اس عرصہ میں کیا کیا حالات ظہور پذیر ہوئے۔

اسکے لئے موجودہ تواریخیں خاموش ہیں اور مسئلہ یہی ہے جس کی بدولت بہت پیدا ہو کر سینے سے سوالات اٹھتے رہتے ہیں موجودہ عصری تاریخ دیکھا بس یہی۔ قدیم سے قدیم تاریخ عالم درکار)

شاگردی کا فخر حاصل ہوا۔ اور اوستاد ممدوح نے مجھ غریب فراد کو اپنی نوازش خاص کا
مستحق جان کر تدریس فرمائی۔

سببِ تالیف

ابتدا سے تاریخی واقعات کا شوق اور اوستاد مرحوم کی صحبت
اس کتاب (کون و مکاں) کی تالیف کا اصل سبب ہے

جس میں اوستاد مرحوم کے ساٹھ سالہ مسافرانہ مطالعہ جات و تجربات کے ارشاد اور مولف
کے بیالیس سالہ ذاتی تجسس و معلومات کی۔ مارچ سمت ۱۹۸۸ بکرمی سے ترتیب کتاب شروع
ہوئی۔ اس کی ترتیب کے شوق میں مقررہ وقت ۱۰۰ سال منسٹر [illegible] کی [illegible]
کی۔ جو بعد اصرار و انکار ماشور راجہ سری کشن کول بہادر ریونیو منسٹر گورنمنٹ پٹیالہ نے ماہ
اگست سمت ۱۹۹۴ بدیں الفاظ منظور فرمائی۔

Honasty Faithfully Loyalty

سے ریٹائر ہوا۔ دوران رسمیہ کتاب مذکورہ احباب اصحاب، گنو سالہ کمیٹی [illegible]
[illegible] انجمن اسلام کی فرمائش، تبادلی سلسلہ سار [illegible] سے الملاب [illegible]
[illegible] طبع [illegible] دولت مآب [illegible] سر [illegible] (بیسگاہ سری) [illegible]
مہاراجہ دھیراج شری [illegible] ڈاکٹر [illegible] کرنل [illegible] سنگھ مہندر بہادر فرما روا [illegible] دولت
پٹیالہ بحال راج پرمکھ ساسو (پٹیالہ) سے سرکاری بہار [illegible] داخل ذاتی [illegible] فرمائی
مولف [illegible] بہ خط فرمائے۔

الغرض یہ ضخیم تاریخ "کون و مکاں عرف بحرِ عرفاں" از سمت ۱۹۸۸ تا سمت [illegible]
اٹھارہ اطلاد میں مرتب ہوئی۔ اٹھارہویں جلد کی مدد [illegible] ذیل عبارت کتاب ہذا کا [illegible]

[illegible] کمائی سب [illegible] میں کمائی ۔ آیا راج فرنگی دا ہاتھی کر کیسے [illegible]
تا [illegible] پٹیالہ میں [illegible] سے قید کیتا اور [illegible] سمجھیا کیا امر [illegible] سیں [illegible]

ہی سے شوقِ سیاحت وطنِ مالوف سے جدا ہو گئے براعظم ایشیا کے مختلف وادی و
بادیہ گاں کے ممالک میں پچاس سال کی عمر تک گامزن رہے مطالعہ کتب کا شوق
اس درجہ تھا کہ ہر وقت دستِ مبارک میں کتاب رہتی تھی۔ زباندانی کا یہ عالم کہ ہر ملک کی
زبان گویا اُن کی زبانِ مادری ہے۔ علاوہ خوشنویسی ایکصد آٹھ خطوط کے خوشنویس ہر خط
طغرہ میں تو کمال حاصل تھا جسے کہ دربار شاہ ایران سے اُن کو کتبہ مخطوطہ طغرہ پیش کرنے پہ
خلعت و شمامہ کی عزت بخشی گئی تھی۔ اسی سلسلہ سیاحت ہندوستان میں وارد ہوئے دارالسلطنت
دہلی میں شہنشاہ محمد بہادر شاہ المتخلص بہ ظفر کے دربار سے شاہی خاندان کے شہزادگان
و درباریان سلطنت کے تعلیم پر مقرر ہوئے۔ پھر دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کے لائبریرین
مقرر ہوئے۔ دوران سمت ۱۸۵ میں پٹیالہ تشریف فرما ہوئے اس وقت مہاراجہ مہندر سنگھ بہادر
کا عہد مبارک تھا۔ آپ علما و فضلا کے بے حد قدردان تھے جن کا علم و قدر آج تک
زبان زد خلائق ہے اور آپ کو اس دربار سے باظہار عقیدت و خوشنودی مہاراجہ بہادر
کو بھی مریدِ خاص کا خطاب بخشا گیا تھا۔ آپ کی دور رس نظر سے ایک عالمِ اجل مخفی
کس طرح رہ سکتی تھی۔ چنانچہ اُستاد ممدوح کو راجکماروں و اہلکار زادگان کی تعلیم و
خوشنویسی کا شرف عطا ہوا۔ مہاراجہ بہادر کے سرگباش ہونے پر آپ پٹیالہ کالج کے
لائبریری میں مقرر ہوئے۔ ماہ پھاگن سمت ۱۹۶۴ بکرمی بعمر نوے برس اس جہان فانی سے
کوچ کیا۔ تمام حیات آپ کا مزاج مبارک رنگ سرخ مانند گلاب نور و برکت کا منبع تھا۔
بینائی و دانت درست تھے۔ آپ کی غذا سادہ تھی گوشت پیاز لہسن سے نفرت کرتے
تھے بکمال صوفی تھے۔ منشیات سے پرہیز تھا ہندی زبان میں اس درجہ صحیح السمع تھے
کہ مجھے فقیر تلسی کرت رامائن کی تعلیم دی تھی۔ جوش الحانی کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی
غزل یا شعر یا رامائن ترنم سے ادا کر رہے ہوتے۔ تو سارنگی یا دلربا کی آواز کا دھوکا
ہوتا۔ غرضیکہ راقم الحروف کو بہ صفات موصوف جمیع اوصاف فرشتہ سیرت اُستاد کی

کر دیا ہے۔"

طباعت کتاب ہذا

مکمل اٹھارہ ادھیائے کا مجموعہ اگر یکبارگی طبع کیا جاوے تو ہزاروں روپے کی کثیر رقم خرچ کے لئے درکار ہے جو مصنف کی طاقت سے باہر ہے۔ اسلئے متفرق جلدوں کی صورت میں چھپوانے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ ستارہویں جلد کے تل رتن درتن مالا۔ گوبند لہری۔ گنگا لہری) مدیہ ناظرین ہیں۔ پیرایہ مدرانہ ان ارباب بصیرت کے روبرو ہے۔ جو مشتاقِ یزداں و طالبِ حقیقت متلاشی صداقت ہیں۔ ورنہ موجودہ عالم کو ٹٹول لینے سے ظاہر ہے کہ ہٹ دھرمی۔ بے رحمی۔ جھوٹ فریب کے عاملوں کے انساؤں نے زمین سے آسمان تک اتنا انبارِ غلاظت جمع کر دیا ہے کہ اس میں صداقت و عقیدت کی لوک سورج کو گھسنے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ میں دو ہزار برس کے حالات کو آپ کے روبرو لاتا ہوں۔ کہ جب ملک ہند میں راجہ بھرتری ہری جی" راج کو تنکے کی طرح ترک کر کے تارک الدنیا ہوئے (راجہ بھرتری ہری جی تک) اگرچہ تصنیف کیا جس کے سراگ شتک کے دوسرے اشلوک کا ترجمہ

عالم توسیعِ علم میں مست ہے۔ امرا خوش حال حاسد عیش و دولت میں سرشار ہیں۔ مہا بہ درجہ کے لوگ ہمت کے دھندے سے فرصت نہیں پاتے۔ اس وجہ سے کامل مخلص و مصنفین کے اعلیٰ حالات کا دریا دل ہی دل میں لہریں مار کر منجمد ہو جاتا ہے رائج حال کے روبرو تبدیل حالات کا اظہار بے معنی افسانہ ہے۔ قطع نظر اس کے بہ ہمت ادب سے ان ہر سہ جلدوں کو پیش کرتا ہوں شرشٹ مہا یعنی سری بہیں جی لدداراں بیس کی جاوے گی۔ اسکے ساتھ ہی اٹھارہویں جلد کا دیباچہ بھی مطالعہ مبارک میں آوے گا۔

عرض و غرض

اصحاب دل سے پوشیدہ نہیں کہ جس طرح آل اولاد جگر کے ٹکڑے

دلی دے دلاوں نے انگریزے دی کھپ لئی سیاست واتوں ملا بھڑا حاشی لوں کھیں گا
دکھی لوں کھیپ بھر بیٹھے توں ماں ڈر فرح آباد جیوڑ جے پورہیں لعع مادوں گا

بہاوار تحریر اس کا سادہ مطلب یہ ہے کہ یہ جو سیاسی کام والی تب (میراث و ریاضت) پہلے کئے تھے وہ لوہا نہ روال میں ختم ہو چکے اب یوں ہی مرہانہ صادا ردل کا راج آ چاہتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شادلی وانا والی ہمیشہ ہی رہیگی ہرگز نہیں یہ پٹ ادر تقسیم (بادشاہ) میں ۹ ماہ تک بدر کرے گا طرح طرح سے کم ہوا ہے وہ آگ سے ہم کو سکھلا جائے گا بیچ وپیکس سانا جائیگا اور جو لی کھالی یہ جا رہا ہے سمجھ رکھا ہے کہ اس دالان میں متسر آئیگا کبھی نہیں۔ ان سب امرد لی کی دلیلیں لیڈراں ملک وقوم کی کہ ہم ہا جو فردشی کی فریب و دغا کی چالوں سے آئندہ زمانہ کی اصلاح بہبود ترقی پر جھاپہ مار لیا۔ رعیت اور بادشاہ میں بد ظنی و بدگمانی کا بیج بو دیا۔ اس سے خطرناک رنج و غم دلدار جگر سوز پودے پیدا ہو کر پھلیں پھولیں گے جن کے کھٹے کڑوے پھلوں کے ذائقے چکھنے پڑیں گے۔ اس اندھا دھند سرکار اور فریب و دغا کے مو ماریں صرف ایک ہی بچاؤ کا طریقہ ہے کہ سدت چہا نما لوگوں کے دامن پکڑ و تفرب وسعادت کو دور کرو پھر تمہارا کلیان ہوگا۔ یعنی اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کرکے اس بھگوان کا بھروسہ رکھو اور نیک کام کرتے ہوئے تمہارا انجام بہتر ہی ہوگا۔ اور جسم مردہ سے آزاد ہو جاؤ گے۔ جیسور (فتح ولصرتا) میں بسیرا ہوگا۔

مندرجہ بالا کلام مہاتما جی کا سنہ ۱۹۰۱ء میں تواردہوا۔

"محض ۴۶ سال کے عرصہ میں وہ وہ انقلابات وحالات عالم سیاسیہ اور لطافت میں آئے جن سے ایک آپ کے بیان میں کلیجہ منہ کو آتا ہے سنہ ۱۹۴۷ء کے چار سالہ واقعات تو ہیں ہندوستانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ۱۰۰ سو زمانہ کے سنگدل افسانہ نگار نظم ونثر میں سنائیں گے میں نے قریباً پانچ چار پچاس سال کے حالات کو اہل قدر کی نذر

دل نے غم بے حساب کیا کیا دیکھے
آنکھوں سے جہاں میں خواب کیا کیا دیکھے
طفلی و شباب و شیب و رنج و راحت
اس عمر میں انقلاب کیا کیا دیکھے



نعمتیں دو جہاں کی تم کو ملیں
آتما رام کی رام رام بھی لیں

ہوتے ہیں ان کی پرورش اور تعلیم والدین کا فرض مقدم ہے۔ اسی طرح اللہ والے مصنفین بھی مؤلف یا مصنف کے دل و دماغ کے بچے ہیں۔ ان کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اہل مصنف کو اپنی طاقت سے نکل کر کام کرنا فرض ہوجاتا ہے چنانچہ یہ فرض تو ادا ہی کر دیا ہے۔ اب اس کا بغور مطالعہ، مصنف کی حوصلہ افزائی۔ تصنیف کی قدردانی آپ کے ذمہ ہے۔ امید واثق ہے کہ اہل دل و قارئین حضرات اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ فرمائیں گے۔ اور میری اس کی اشاعت کے لئے دل افزائی یاد آوری۔ یہ مؤلف کو اظہار تشکر کا موقعہ بخشیں گے انتظار ہوں جلد کا دیباچہ مطالعہ مبارک ہیں لاکر اس کے طبع کرنے میں میری ضرور حوصلہ افزائی کی جاوے گی۔

ختم ہے لا کلام میرا کلام
مسلماں را اسلام ہندو را رام رام

اوم

اظہار حقیقت
شری سوامی شنکر آچاریہ

دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ ہندوستان کے اندر بہت سے مذاہب نے سناتن گرنتھوں کو بہت دبا کر رکھا تھا اور ہر ایک طریقوں کو ملیامیٹ کر دیا تھا۔ طرح طرح کے دیں مذاہب (طریقت و مذاہب) پیدا ہو کر ترقی پر پہنچ چکی تھی۔

تمام راستگاں، حکام، عمائد، نانک، وام مارگی، جینی، سراوگی وغیرہ ترقی دل کئے ہوئے چڑھے ہوئے سناتن دھرم کی دشمنی پر تلے ہوئے تھے جو انہیں کتب کو جلا کے ڈالتے اور مندروں کو منہدم کر کے گرنتھوں کی رکاوٹ کے کام میں سرگرم تھے۔ اسی تاریکی کے زمانہ میں عالم ازلی کے حکم سے شنکر بھگوان کا اتش اوتار ہوا کیونکہ بھگوان کرشن نے فرمایا ہے کہ

" جب کبھی دھرم یعنی سچی طریقت کی بے حرمتی ہو جاتی ہے اس وقت میں سچا اصول (سناتن دھرم) مستحکم اور قائم کرنے کے لئے کسی روپ میں اپنا پرکاش کر کے نیک لوگوں کی سہائتا کرتا ہوں اور بداعمالوں کو سزا دیتا ہوں" چنانچہ دکن میں ایک تیرتھ آنا رہمن پیدا ہوئے جن کا نام بعد میں شری سوامی شنکر اچاریہ مشہور ہوا۔ اُن کے شاندار کارنامے ہیں۔ اور جن قدرتی اور پورا سے ٹھکانے سرہند وہ تمام آجکل نظر آ رہے ہیں۔ اور جس قدر علم سنسکرت کا ... پایا جاتا ہے۔ ... آپ کی یادگار ہیں آپ ... سے یوگی اور مکمل برہمچاری تھے یہ مشہور کہانی ہے کہ جب آپ آٹھ برس کے تھی تبھی اُن کے والد کا سایہ اُٹھ گیا ...

اس کے بعد میں آپ اور خواہش میں وارث سکے کہ یہ خیال آیا کہ اس علم پڑھ
کر والے جمع کریں اور شادی کرائیں جیسا کہ وہ تنگ دیا کریں دھاتو [illegible]
(دُور کریں کرنے) کو دور دور سے پڑھا رہا ہے۔ داتا جی نے اُس کی حالت دیکھ کر
افسوس فرمایا اور اپنی السدلله ہے ۱۴ اسلاک کا اردو لیس دیا جو ہٹ پتری کے
اصطلاحی معنے یہ ہیں کہ مارا ہوا لوگوں کے لئے ہیں بڑے لیتے حرث کے لئے فیتڑے
اور پیڑ کے لئے پانچ پڑے ہیں جن کا نام عام طور پر کام (شہوت پرستی) کرودھ (غصہ
وغیرہ) لوبھ (حرص و ہوا) موہ (دنیوی محبت کا پھیلاؤ) اہنکار (غرور و تکبر)
گئے ہیں آپ کی اسامی وملاقات احاطہ و حالات سے باہر ہو کر جن کے کلام
کا ترجمہ اور مطلب ٹھیک ٹھیک ظاہر کر سکے میں صرف اپنی زبان کو پورا کرنے کیلئے
استوتر کے سب کو عام فہم الفاظ میں نظم کرتا ہوں۔

ناظرین سے بار بار التجا ہے کہ آپ اپنی نظرِ کرم ہمارے پر مبذول
فرمادیں اور کسی اُٹھا کر ہمارے سدھار کے لئے کہیں ہماری حالت دردناک ہو چکی
ہے حالات پراگندہ ہو گئے ہیں !!!

اوم شانتی شانتی شانتی

ॐ

مترجم

عالم ہے یہ دارِ فنا — دنیا عروسِ بے وفا
اب چھوڑ کر سہم و رجا — کر یادِ حق مردِ خدا
گو سنگ گنج گوہر، گنج نادان تو گوہر رنج

سمندر میں اشنان کرنے کے لئے گئی۔ سمندری لہروں نے سوامی جی اپنی والدہ کی گود سے اچھل پڑے۔ اور سمندر کا بہاؤ آپ کو سمندر کے گہرے پانی میں لے چلا۔ ماں ممتا کی ماری پانی کو اپنی طرف کھینچ کھینچ کر اپنے اکلوتے یتیم بچے کو واپس گود میں لینے کے لئے مشغول تھی مگر سمندر کے اتھاہ پانی کے سامنے اُن کی کوشش فضول تھی۔ بیچاری چیخی چلائی مگر بچہ برابر سمندری لہروں میں چلا جا رہا تھا۔ بچہ اپنی والدہ کی بے چینی محسوس کرتے ہوئے اس سے یوں مخاطب ہو کر بولا کہ ماتا تو یہ کہہ کہ میں نے اپنا بچہ پربھو کو دیا۔ اور میں بار ایسا ہی کہو پھر میں آ جاؤں گا۔ ماتا جی نے ایسا ہی کہا تو بچہ پربھو کا تھا، دریا سے پانی کے بہاؤ سے والدہ کی گود میں واپس آ گیا۔ ماتا نے اپنے پیارے بچے کو گود میں واپس پا کر پرماتما کا شکریہ ادا کیا اور اس کو گلے لگا کر اپنے گھر کا راستہ لیا۔ مگر سوامی جی ماتا کی بغل سے نکل کر بھاگ چلے۔ ماتا نے چلا کر کہا کہ میں نے تو بیٹا بڑی مشکل سے موت کے منہ سے تم کو واپس پایا ہے اب تم بھاگ کر کہاں چلے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ ماتا تو مجھے بھگوان کو دے چکی ہے پھر اپنے قول سے کیوں پھرتی ہے۔ اب میں پرماتما کا ہوں اور مجھے بھگوان کے ارپن سمجھ کر گھر جا۔ چنانچہ سوامی جی نے پھر موجودہ علوم کو پڑھنا شروع کیا اٹھارہ برس (۱۸ برس کی عمر میں) کے اندر مکمل فاضل ہو گئے۔ وہ تو خود شنکر بھگوان کے اوتار تھے علم تو گویا پہلے ہی پڑھے ہوئے تھے۔ صرف دنیا کے دکھاوے کے لئے کتابوں کو دیکھا۔ ۱۸ سال کی عمر میں شاسترارتھ لئے علمی بحث و مباحثے کے لئے نکلے۔ آپ جس شہر میں اور جس مقام پر جاتے جو شخص آپ کے دیدار سے فیض یاب ہوتا وہ آپ کے ساتھ ہو لیتا۔ ہزاروں کی تعداد راجگان والیان ملک اور دستکاران اور عالمان شاعران آپ کے ہمراہ ہو گئے مختصراً کیفیت یہ کہ تمام ہندوستان، چین، جاپان، تبت اور دیگر ممالک میں آپ نے ویدک جھنڈا لہرا دیا۔ آپ کا پہلا لیکچر حریپٹ بھتری (جیپڑے) کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا اکثر لوگ پاٹھ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک بڈھا برہمن

گووند کہو گووند کہو ناداں تو گووند کہو

جو جیا ہے تھا دیکھتا　　اس کو نہ دیکھا کیا بسا
یوں ہی بھٹکتا تو پھرا　　اک دن بھی کا دھیان دھرا

گووند کہو گووند کہو ناداں تو گووند کہو

بے سود ہے عبث و عبث　　جب کہ جوانی چل بسی
مالی ستہ جو خالی ہوئی　　پھر سر نہیں ہے وہ ملدی

گووند کہو گووند کہو ناداں تو گووند کہو

جس کے نہیں کیسے میں زر　　کیسے ہیں ہتے بے وقر
وہ ہے فنا سے بے خطر　　عرفاں سے جو ہے بہرہ ور

گووند کہو گووند کہو ناداں تو گووند کہو

دھونی رما کر بس گیا　　پا پیٹھ پہ سورج تپا
پر اس کو پھر بھی سر جھکا　　چھوٹی نہیں حرص و ہوا

گووند کہو گووند کہو نادان تو گووند کہو

ہاتھوں نہ کھوش جھک لیا　　زیر شجر آسن جما
اس پر کوئی ظالم سے جیا　　خواہش نہیں ہوتی جدا

گووند کہو گووند کہو نادان تو گووند کہو

گدڑی سے تن ڈھانپا کئے　　کوڑی سے لے لے چیتھڑے
اس پر بھی قائل ہو گئے　　مذہب کے جھوٹے وسوسے

گووند کہو گووند کہو ناداں تو گووند کہو

کیا ہوں میں اور کیوں ہوں آیا　　کون ہیں ماتا پتا
دنیا بھی اک دھوکا سا　　جلسہ ہے یہ اک خواب سا

گوبندلہری

سر پہ ہے ڈنڈا موت کا　　حرص میں ناحق پھنسا
زندہ نہ چھوڑے گی قضا　　لو کر بھجن گوبند کا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

کھیل ہی میں بچپن گیا　　مستی میں جوبن چل بسا
بڑھاپا ہوا سوچا کیا　　گوبند کو کب پا سکا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

بے کار سب اعضا ہوئے　　اور دانت مونہہ سے گر گئے
لے کر عصا چلنے لگے　　اب بھی ہوس باقی ہر جانب
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

پیدا ہوا اور مر گیا　　بار بار کا دکھ سہا
چکر ہے آواگون کا　　چھوٹے نہیں بس پھر رہا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

رات دن شام و پگاہ　　سردی و گرمی سال و ماہ
ہے کال کا چوگان گاہ　　حرص و ہوا ہے جان کاہ
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

سر پہ جٹائیں کی بڑھا　　یا سر منڈا سادھو بنا
کچھ بھیس رکھ کر مانگتا　　یہ تن رنگا بھگوا رنگا

اوم

تسبیح اخلاق

یعنے

شری شوامی شنکر آچاریہ

کی

پرشن اوتری رتن مالا (درپرسن اتری سوال و جواب)

یا

پند و نصائح مجلسی

خاکسار آتما رام نے سلیس اردو میں نظم کیا

یکم بیساکھ سمت ۱۹۹۷

گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

جب تو نہیں اور میں نہیں اور محبت ہے وہ سادہی
او ہام کی سکر مینہیں افسوس کیوں جاتی نہیں
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

ہے کامنی جوبن بھری فاسد ہے اور ناگن کھری
عشوہ ہے حسن سکا دل ہری بچ اس سے ہے لے مرد حری
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

گیتا سہسر نام گا کر دھیان وشنو روپ کا
ست سنگ میں دل کو لگا محتاج کو کچھ کر عطا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

گیتا کو جس نے ہے پڑھا گنگا کا جل جس نے پیا
وشنو کو پوجا دل لگا دکھ دیں اُسے جم دوت کیا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

سرا نہ دن ڈربند ہے دنیا کا جھوٹا پھند ہے
نے تو کبھی پابند ہے آزاد ہے خورسند ہے
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

گنگا کے تٹ آسن تھا اور پھول پھل پھلواد کھا
ھوشوں سے دل یکدم ہٹا دنیا کا غم سارا مٹا
پھر اوہ خوش ہو جائیگا آنند دائم پائیگا
گوبند بھج گوبند بھج ناداں تو گوبند بھج

ادم تت ست سان عدائتی

ضروری اور لازمی ہے۔ خاکسار نے سلیس اور عام فہم اردو زبان میں اس نثر میں تحریر کے مندرجہ سنسکرت میں سے ترجمہ کیا ہے۔ یہ ایسے مستقبل۔ جامع۔ صلح کل اقوال ہیں ہر شخص کے ہر عمر کیلئے اور ہر درجے پر چاہئیں اور ہر درسی۔ ادبی مجلسی درباری موقعوں کارآمد ہیں جن پر عملدرآمد کرنے سے انسان ہر مجلس میں ممتاز اور ہر دل عزیز کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ اس معلومات کے پُرتر و دل چسپ مضامین کو صرف مطالعہ فرماویں گے بلکہ دل و دماغ میں محفوظ رکھیں اور مناسب موقعوں اظہار و بیان کرنے اور عمل میں لانے سے اپنے آپ کو معزز و ممتاز فرماویں گے اور اس خاکسار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

آپ صاحبان کا خیر اندیش بے دام غلام
پنڈت آتمارام ریٹائرڈ سررشتہ دار محکمہ
جناب صاحب انسپکٹر جنرل صدر رجسٹریس گورنمنٹ پٹیالہ

انٹروڈکشن

یہ مختصر پمفلٹ شری سوامی شنکر آچاریہ جی کے ایک مشہور و معروف
پرشن اوتری سوال و جواب کا ترجمہ (اعلام عام واطلاع عام) کے لئے پیش
کرتا ہوں۔ جو اس زمانے میں بڑا ضروری ہے کہ اخلاقی دنیا خصوصاً ایران، ہندوستان
اور حسن جلیلاں میں دہریہ یعنی ہستی حق کے منکر مذاہب پھیلے ہوئے خصوصاً بالخصوص
بام مارگی جس کو دوسرے الفاظ میں بداعمال جماعت کہا جاتا ہے۔ بڑے شد و مد سے لیکن
اس فرقہ کے پیرو تمام کامی شرابی دشن۔ جو امتیازات انسانی لذات سوائے تقریباً وہ
تمام افعال کے جو اخلاقی جماعت کے نزدیک ممنوع و مردود تسلیم کئے جاتے ہیں
عامل اور شاغل ہوتے ہیں۔ بہ ایں حال میں بھی اس مجلس کے لوگ بکثرت موجود ہیں۔
چونکہ ایسے لوگوں کے ظاہرا افعال ناواجب اور قبیح لذات دنیا کی طرف لے جانے
والے ہوتے ہیں۔ اس لئے امراء و شرفاء کے ہونہار نوجوان ان کے مطلب کے ہو کر
بے مقصد اور اخلاقی زندگی برباد کر کے طرح طرح کے امراض اور بیماری کے شکار ہو
جاتے ہیں اور نقصہ زندگی کے لطائف اور قومی مذہبی اخلاق و اصول حسنہ سے دور
ہو کر حشمت، عزت اور صحت کو برباد کر لیتے ہیں اور ان افعال کو بھی
درست جانتے ہیں۔ اس لئے شری سوامی جی ممدوح شان نے خاص طور پر طبقہ مستورات کی
بیزار نفرت دلا کر جو جھوٹی دنیا سے اور اس رہنا اور سچے محبت پرماتما کی ذات پاک
سے محبت اور بھروسہ کو بہا پہ دلا دیز شیریں بھجنگ پریات (سانپ کی چال)
مثنوں میں سوالاً جواباً بید و مصارح قلمبند فرمائے جو ہر مذہب و ملت کے عام مرد و
زن کے مفید ترین تقلید و تلقین ہے۔ ان کی واقفیت ہر ایک نوجوان کے لئے

کہیے اندھا کہے؟ جو مغلوب شہوت — بھلا موت کیا ہے؟ ہے بدنامی کی لعنت
کسے سنگ مرشد تصور کریں ہم؟ — جو حُبّ اور نیکی کا واعظ ہو ہمدم
کہیے ہم مریدی کو جگ میں حامیں؟ — جو مرشد کا سچّا ہو بندہ جہاں میں
بڑا روگ دنیا میں کیا ہے گورو جی؟ — سدا پیدا ہو ہو کے مرنا بدیہی
دوا اس کی کیا ہے؟ وصالِ خدا ہے — جو حق سے ملا ہے وہ حق ہو گیا ہے
ہے سب زیوروں سے کوئی اعلیٰ زیور؟ — وہ ہے سبل یعنے چلن نیک و برتر
ہے تحفوں میں کیا اعلیٰ رتن اکبر؟ — صفائی و پاکیزگی دل کی ہو گر
جسے چاہیے ترک کرنا وہ ہے کیا؟ — ہے وہ وصف پرایا درن فاحشہ کا
سُنا چاہیے کیا بہ دل جیسی وکد؟ — کلامِ الٰہی و ارشادِ مرشد
عمل کیا ہے وہ جس سے ہو حق شناسی؟ — قناعت و خیرات و صحبت نکو کی
سدا دل کو پرماتما سے لگائے — زباں سے ہمیشہ ہی گُن اسکے گائے
ہے کیا صالح سنگ سرت کی پہچان؟ — ہو دُنیا کا تارک ہو مشتاق یزداں
تپیا دن مرض کیا ہے؟ وہ ہے غم کھانا — ہے بے عقل وہ؟ کام بے سوچ کرنا
کہیے میاں زندگی لولا ہے جانا؟ — جو افعالِ بد سے ہو پاک و مصفّا
اک اعلےٰ ترین علم دنیا میں کیا ہے؟ — فقط علم وہ جو خدا سے ملا دے
کہیے کہتے ہیں اعلیٰ تدبیر و دانا؟ — مٹے جس سے دُنیا کے رنجوں کا آنا
کہیے اصل مقصد کا پانا ہے کہتے؟ — کہ جس سے میسّر ہو ملنا خدا سے
ہیں کہیے کیسے دنیا پہ مسیح پایا؟ — فقط نفسِ امّارہ قابو میں لانا
پہلوانوں میں کون سا ہے بہادر؟ — نہ ہو جس پہ شہوت کا غلبہ مؤثر
کہیے دانا و مستقل دل یہاں کہتے؟ — جو گھائل نہ ہو ناوکِ دلرُبا سے
وہ کیا سخت مہلک ہے زہر ہلاہل — ہو مشتاقِ لذّات و خواہش کا مائل

ॐ

شری گورو دیو نمہ

معظم مکرم میرے پیر و مرشد — ہو ارشاد مضطر ہوا ہوں میں بے حد
یہہ دنیا کا ہے بحر جو بے کنارا — ہوں غرقاب اس میں ملے کیا سہارا

مبارک قدم مالکِ دو جہاں کا
انوکھا جہاز اِک ہے امن و اماں کا

ہے یاں کون قیدی؟ جو خواہانِ لذّت — ہو آزاد کیونکر؟ کرے ان سے نفرت
جہنم ہے کیا؟ جسم فانی ہے اپنا — بہشت ہے کیا؟ ترک خواہش کا کرنا
ہو آزاد دنیائے فانی سے کیونکر؟ — جو عاقل ہو علم معارف کے اندر
اِن اعمالِ بد سے ہو چھٹکارا کس کو؟ — وہ روحانی علموں کو حاصل کرے جو
جہنم کا دروازہ یاں کیا ہے؟ عورت — بہشت کیا ہے؟ جانداروں سے الفت
کسے بیدار اعضا کی حاصل ہے یاں پر؟ — خدا کی عبادت کرے جو برابر
ہے بیدار دنیا میں کون ایسا کامل؟ — جسے جھوٹ سچ پر سدا ہے باطل
غدّار کون؟ بدکاریوں میں لگے دل — دلی یار؟ ہو نیک کاموں پہ مائل
نحوست ہے کیا؟ قید حرص و ہوا کی — ہے کیا مال و دولت؟ قناعت ہے دل کی
جو مُردوں سے بدتر وہ ہے کون زندہ؟ — جسے کم ہو ہمت طلب ہو زیادہ
بتا ہے کیا ایسے آسا جہاں میں کیتھے — جو لیے جا دلی خواہشیں ترک کر دے
لکڑی کے جیسی ہے کیا؟ ہمیں سرائیں — اور مرنے کے پیچھے کیا ہے؟ بس تن

نہیں کون جگ میں عمر وسے کے قائل؟ وہ عورت جسے مطلب پرستا اور جاہل

جہاں میں ہے وہ کون سب سے افضل ہستی؟ وہ رزاق مطلق وہ خالق حقیقی

جہاں میں ہے کیا شے جو اعلیٰ ترین ہے؟ وہ ہستی خدا کی جو بالا برین ہے

طریق عمل کونسا بہترین ہے؟ چلن نیک اور صحبت برتر

وہ شکوہ کیا جسے ترک کرتا ہے انسان؟ وہ عورت کا شکوہ جو ہونا ہے

ہے دنیا میں خیرات کیا سب سے بڑھ کر؟ کسی کو نہ تکلیف ہو کام وہ کر

بڑا کونسا ہے جو دشمن ہے اپنا؟ غضب لالچ و جھوٹ بہوت پرستنا

وہ ہے کون جو سیر ہوتا نہیں ہے؟ وہ خواہش کا مغلوب مرد کمینہ ہے

ہے انسان کے چہرے کی کیا زینت اور؟ وہ زیور عجیب آپ ہے علمی فضیلت

کسے کام سچا ہیں دنیا میں کہتے؟ حفاظت کرے حملہ ذی روح کی دل سے

نہیں جس کا بچتا وہ کام کیا ہے؟ شری کرشن بھگوان سے بولی ہے پوجا

کسے جیتنا کٹھن ہوتا ہے سارا؟ وہ من ہے تو اکثر جو ٹلی کو ہے مانا

کوئی خوف جس میں نہیں وہ ہے کیا؟ ترا قید دنیا سے آزاد ہونا

وہ ہے جو ہو میٹھی زن سمت زیادہ؟ جو اپنے میں ہے جلد وقوفی کا مادہ

ہے پوجا و عزت سکے یاں کون قائل؟ گورو وہ دیوتا اور بزرگان کامل

ہو جب وقت مرگ تو کوشش سے کیا شے؟ طلب جس کی لازم خردمند کو ہے؟

وہ پرماتما کے چرن کا دھیان ہے فدا جس پہ تن من ہے روح رواں ہے

کسے دنیا میں کہتے ہو اکو کمینہ؟ وہیں خواہشات دل بد منظنہ

بھلا کون محفل میں عزت ہے پایا؟ وہ عالم جسے علم آتا ہوا اچھا

وہ ہے کون ماں سی جو سکھ بخشتی ہو؟ فقط ودیا ہے جو اعلیٰ ترین جو

وہ کیا ہے بڑھے دینے سے جو زیادہ؟ وہ بے انتہا ہے علم کا خزانہ

وہ ہے کون جو درد میں مبتلا ہے؟
جو دنیا کی آسائشوں میں پھنسا ہے

وہ ہے کون جو یاں ہے عزت کے قابل؟
بھلائی میں مخلوق کی جو ہے شاغل

وہ ہے کون جو ہو پرستش کے زیبا؟
خدا کہ جہاں اور عارف خدا کا

مناسب ہے کیا دودالوں کو کرنا ؟
صلاح خلائق مطالعہ کتب کا

نہیں چاہیئے کرنا وہ ہے بھلا کیا؟
گناہ دینی اور دنیا پہ مرنا

یہ دنیا کے دکھوں کی جڑ ہے بھلا کیا؟
سلامتی کے حالات پہ دل نہ چلنا

ہے دانش وروں میں بھلا کون چیدہ؟
جو عورت کے پھندوں میں آئے نہ بھلا

ہے کیا سخت زنجیر پا بہر انسان؟
محبت میں عورت کی ہو جانا نالاں

ریاضت ہے کیا روزہ کیا اور اقرار؟
فقط انکساری کا ہر طور اظہار

ہے دنیا میں کیا جو سمجھ میں نہ آتا؟
وہ عورت کا دل اور چلتر ہے اس کا

کسے ترک کرنا ہے مشکل فردوں پر؟
ہیں لذات نفسی بد افعال دیگر

ہے انسانوں میں کون حیواں سے بڑھ کر؟
جو بے علم بے عقل ہو مرد بے ہنر

بھلا کس سے ملنا مناسب نہیں ہے؟
جو بدکار بے عقل اور بدیقین ہے

مناسب ہے کیا جو ہو فوراً ہی کرنا؟
ہو جس سے کہ دنیا کے دکھوں سے بچنا

من ومائی کی ترک نیکوں کی صحبت
سچائی صفائی خدا کی محبت

بتا پیش حالی کے دنیا میں کیا ہے؟
بصورت گدا جا بجا مانگنا ہے

مگر تی یہ لے جانے والی ہے کیا شے؟
نفی خواہشوں کی طلب کی فنا ہے

بھلا کونسی بہتریں زندگی ہے؟
جو دنیا سے مر کے جنم پھر نہ لیوے

ہے وہ کونسی موت تحسین کے قابل؟
دوبارہ نہ ہو جسکو پھر موت حاصل

وہ ہے کون جس کو کہ ہم گونگا سمجھیں؟
جسے محل و موقعہ کی باتیں نہ آئیں

کسے بہرا دنیا میں کہنا بجا ہے؟
سنے جو نہ ہمدردی کے سچے کلمے

مناسب ہے دن رات کیا دھیان رکھنا؟
یہ دُنیا ہے فانی سدا نام رب کا

خاتمہ

شری سوامی شنکر کی تصنیف اعلیٰ
سطلاً چھپوایا گُپتی رتن مالا
شری لکھشمی پت رُوماں پت کی گویا
ہے یادآوری یا کہنا دل کی جویا
پڑھیں یا سُنیں اس کو لائق عمل ہیں
ہیں پند و نصائح گویا ہر محل میں
ہو عالم کے عُلما و فضلا پہ برکت
ہو شوق و فرحت کی ہر طور لذت

دعاء

دعا ہے کہ سرسبز ہو تجلی
ہو بھارت میں علمی و عملی تجلی
ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد

وہ کیا چیز ہے جو دائم رہیں حو ساں ہم؟	ہے دُنیا کا جھنجٹ و بدنامی کا غم
کیسے جانیں ہم یار و پیارا برادر؟	مصیبت میں جو کام آئے برابر
کیسے باپ دُنیا میں مانیں معظم؟	کرے پرورش نان و نفقہ سے ہر دم
وہ ہے بھید کیا جس کے اک جانے پر؟	نہیں باقی رہتا سمجھنا کوئی سِرّ
وہ ہے پاک علمِ الٰہی مقرر	ہے آرام خوشیوں کا پرماتما گھر
کیسے جاں کر دیا جاتی ہے جاتی؟	دل و جان و ایماں کی جڑ ہے کہاتی
یہ علم الیقیں ہے کہ اک ذاتِ حق کی	ہے اعلیٰ تریں بالا تر ایک ہستی
ہے کیا دارِ فانی میں نایاب و نادر؟	گو رو نیک صحبت یا بھروسہ خدا پر
ہو منزلِ منتہیٰ حق ہو دُنیا سے نفرت	کرے ہر طرح پر خدا سے محبت
ہے مشکل تریں کس کا قابو میں لانا؟	نفس ایک شہوت پہ قبضے کا پانا
ہے ذی روحوں میں کون حیواں سے بدتر؟	جو عاقل نہ ہو علم عرفاں سمجھ کر
جو ہو سکے ہوئے عالم علم علوی	نہ رکھے عقیدہ نہ عشقِ الٰہی
جو امرت سا معلوم ہو زہر ہے کیا؟	وہ عورت ہے عورت ہے شہوت کا بلجا
وہ ہے دوست کے روپ میں کون دشمن؟	پسر ہے بد اطوار و بدبخت و بدظن
سا ہو جو بجلی کی صورت وہ کیا ہے؟	تیری زندگی، مال، حسن و ادا ہے
ہے خیرات دُنیا میں کیا سب سے اعلیٰ؟	جو ہو مستحق نیک افعال و دانا
ہے کیا کرنا انساں دمِ آخری تک؟	وہ پرماتما کی ہے پوجا بلا شک
نہیں چاہیے کرنا کیا تا بہ آخر؟	کوئی پاپ یعنی کہ افعال بدتر
سا سب ہے کس کا ہمیں دھیاں رکھنا؟	ثنائے جہاں اور نام خدا کا
اصلِ دھرم اور ایمان کیا ہے؟	پیارا جو پیدا تمہیں کرتا ہے
بھروسہ نہیں جس کے رہنے کا کیا ہے؟	یہ سنسار ساگر ہے جس کو فنا ہے

ॐ

شری رامائن بال کانڈ

شری گنگا ماتا کی تاریخ

کتاب العلاب کے حصّہ اول موسومہ دیدارِ حقیقت میں راون مہاراج فرماں روائے لنکا کے حالات ملک گیری جنگ و جدال کے مذکرات کے ساتھ آسمانی نجات دہ اصلاح یعنی دیوتاؤں کی کانفرنسوں کا ذکر کیا گیا ہے جس کا خاتمہ شری رام اوتار پر ختم ہوا۔ جہاں مہاراج شری رام لکشمن۔ بھرت۔ شترگھن اپنے اپنے دلاویز حرکات و طفلی سکنات دمال چترون۔ شری مہاراجہ دشرتھ جی کے محلات کو رونق و زینت بخش رہے ہیں۔ اب اُن کے دل ربایانہ تعجب خیز اعجازی کرشمے شروع ہو رہے ہیں جن میں سب سے اوّل موقعہ یہ ہے کہ شری وشوامتر جی کا اکب کہکشاں کے درخشاں ستارے سپت رشیوں کے پریزیڈنٹ جب اپنی دنیاوی ریاضت و عبادت میں مصروف تھے اور یگیہ و ہون کرتے تھے تو غول بیابانی جن کو راکشس کہتے ہیں مہاراجہ راون کے مغرور دم چھلے سفیر و ایجنٹ تھے اُن کی عبادت اور ریاضت کی مخالفت میں طرح طرح کی جابرانہ اور ظالمانہ دست برد اور اعلیٰ سرکشی سے خارج ہو کر تکلیف اور اذیت پہنچاتے تھے۔ اگرچہ منی راج وشوامتر جی حرب و ضرب کے فنون میں کامل تھے اور اُن کا قلع قمع کر سکتے تھے مگر غضب و غصّہ سے ان کی لطیف و نفیس اعمال میں خلل پیدا ہو کر ان کی عبادت و ریاضت رائیگاں ہو جاتی تھی۔ اسی

ॐ

شری کرشن پرماتمانے نمہ

شری مد بھگوت گیتا

ادھیائے (۱۰) اشلوک (۳۱)

पवनः पवता मस्मि

रामः शस्त्र भृता महम

झषाणां मकरश्चास्मि

स्रोत सा मस्मि

जाह्नवी

ہوں روانی میں ہوا اور جنگ بازوں میں ہوں رام

مچھلیوں میں ہوں مگر چشموں میں گنگا تیز گام

شری رام بھگوان کی جے شری گنگا میا کی جے

کرپا سندھو ان دھیر اکھل وشو کارن کرن

ترجمہ:۔ انسانی شکل میں ہر دو مہر شیر سری جی کا حرف وہر اس مشاسے کے لیے خراماں خراماں روانہ ہو گئے۔ جو کہ لطف و کرم کے گہر سے بیکار سمندر ہیں۔ اور مستقل مزاج دین و ایمان اور جملہ کائنات کے قائم و برقرار رکھنے والے ہیں۔

راہ روی میں تاڑکا ڈائن مار کھس) جو غول بیابانی کی پشت و پناہ ریدھست عمد و معاون کارکن تھی (ملی۔ سری راج نے دور سے رام لکشمن کو فرمایا کہ اس کو مار گراؤ مگر اوّل تو ہر دو دیر برش نے عورت ذات ظاہر کر کے عذر کیا۔ کہ یہ بہادری سے بعید ہے۔ مگر جب اس کی ظالمانہ اعمال اور خطرناک حرکات کا اظہار فرما کر دلیل مناسب و معقول اس کا مارنا ہی ثواب بتلایا۔ تو اس کو قتل کر دیا۔ حاصل کلام یہ کہ یوگ بل سے وشوامتر جی نے تمام چسا و ضرب فنون جنگ سے انکو ماہر فرمایا۔ پھر اپنا خاص اسلحہ بھی ان کے سپرد فرما دیا۔ جس سے دونوں بھائی مسلّح ہوئے اور یگیہ ہوّں کی رکھواری پر متعین ہو گئے حاضرین رشی منی زیر اہتمام شری وشوامتر یگیہ و ہوّن میں مصروف ہو گئے۔

ادھر خبر پا کر ماریچ اور سبھاؤ جو وہاں کے جنگلوں۔ بنوں کے حکمران تھے آ پہنچے اُن کے ساتھ غول بیابانی کی بے شمار مسلّح فوج تھی بھگوان رام نے سوبھاؤ کو تو مار گرایا اور ماریچ کو لوگ بل کے تیر پر اُٹھا کر راون کے دارالخلافہ لنکا میں پھینک دیا۔ تمام فوج کا لکشمن جی نے قلع قمع کر دیا۔ غرض مگنہ و ہوّں کامیابی سے سر انجام پائے منی راج اور دیگر رشی منی سبھا نے خوشنود اور مطمئن ہو کر دعائیں دیں۔

اس کام کے ختم ہونے پر سری وشوامتر جی نے شری رام سے جنک پور کے دھنش یگیہ کا ذکر کر کے یگل سرکار دونوں بھائیوں رام لکشمن کو وہاں کا تماشہ دیکھنے کے لیے شوق دلایا۔ جنہوں نے بخوشی خاطر وہاں پر چلنا منظور فرمایا اور وشوامتر معہ رام و لکشمن جنک پور کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک نہایت پُر افزا وسیع باغ دیکھا

لئے ان کو ایسے بد افعال لوگوں کے دفعیہ کے لئے دلاور چھتریوں کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہوں نے اپنے مکاشفات روحانی سے معلوم فرمایا۔ کہ بھگوان نے معہ اپنے علس و ادیب دیوگ پرتھوی مجلس کے ایسے لوگوں کے خاتمہ کیلئے مہاراجہ دسرتھ کے ہاں اوتار لیا ہے۔ چنانچہ وہ مہاراجہ دسرتھ کے دربار میں تشریف لائے ان کا خیر مقدم بڑی شان و عزت سے کیا گیا اور سب سے اوّل مہاراجہ صاحب نے قدم رنجہ فرمانے کی وجہ دریافت فرمائی۔ جس پر انہوں نے اپنی تکالیف اور مجبوریوں کا اظہار فرما کر خواہش ظاہر کی۔ کہ اگر مہاراجہ صاحب اپنے نور نظران رام و لکشمن کو ان کے ساتھ کر دیں۔ تو ان کے ہاتھ سے ان سب غول بیابانی کا دفعیہ ہو۔ چنانچہ مہرشی جی کی یہ انوکھی استدعا سن کر مہاراجہ صاحب بہادر صم بکم متحیر ہوگئے اور عرض کیا۔ کہ یہ نادان طفل کیا کریں گے میں خود آپ کی اس خدمت کے لئے معہ جرار و کارآزمودہ فوج تیار ہوں۔ آخری حصۂ عمر میں یہ بچے دیکھے ہیں جو راکھشسوں کی ہیبت ناک شکلوں کو دیکھتے ہی اُن سے لڑنا تو درکنار سہم کر جان بحق تسلیم ہو جائیں گے۔ مگر رشی جی نے ان کو مطلع کیا۔ کہ آپ کی یہ غلط فہمی ہے۔ یہ معمولی انسان راجکمار نہیں۔ بلکہ یہ اس اعلیٰ طاقت کا کرشمہ ہیں جو ہر دو عالم کو پیدا کرنا پرورش کرنا اور فنا کرنا ایک معمولی کھیل جانتے ہیں۔ ان کا جنم ان کی ہی خواہش سے دنیا کو رکھنے کا ذریعہ اور بے دین جاہلوں اور غول بیابانی کے قلع قمع کرنے کے لئے ہوا ہے۔ اسی اثناء میں شری گورو بششٹ جی بھی آ گئے۔ انہوں نے سب [illegible] کا مختصراً اظہار فرما کر مہاراجہ صاحب کا خوف و ہراس دور کیا۔ جس پر [illegible]

دونوں نور نظر سرور دل شری رام لکشمن کو گلے لگایا۔ اور وشوامتر جی کے حوالے فرما دیا۔ [illegible] گورو جی کی قدم بوسی کر کے منی راج کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

(سورٹھا) پرش سنگھ دو بیر ہرش چلے منی بھے ہرن

جائیں گی۔ چنانچہ منی راج وشوامتر کے ایما پر بھگوان رام نے جونہی اپنے قدم مبارک (چرن کنول) کو اس بت سے چھوا۔ فوراً پتھر میں بڑا کمپا پیدا ہوا اور اہلیا حسن و نزاکت کی صورت پر آمد ہوگئی۔

اہلیا کی استتی (مناجات)

اہلیا دونوں ہاتھ جوڑ کر پریم کے آنسو آنکھوں سے بہاتی ہوئی دل سوز آواز سے اس طرح گویا ہوئی۔ کہ میں دل وجان کے مالک میں بڑی خوش قسمت ہوں کہ وہ چرن کنول میرے ناپاک جسم پر پڑے جن سے تمام پاپوں کو دور کرنے والی (گنہگاروں کو پاک کرنے والی) سری گنگا جی نکلی ہے۔ آپ کے اوصاف وہم وگمان محسوسات اور معلومات کی حدود سے باہر ہیں میں بہت ادب سے آپ کی ستتی کرتی ہوں میں ایک ناپاک عورت ہوں جس سبھی ہوں آپ کی مقدس ذات تمام عالم وعالمیان کو پاک ومنزہ کرنے والی ہے۔ راون جیسے مغرور وشورہ پشت کو مارنے کیلئے آپ نے انسانی شکل اختیار فرمائی ہے۔ آپ نیک اور دین دار صلح کار انسانوں کو سکھ دینے والے ہیں۔ آپ کی شرم وحیا سے بھرپور کنول جیسی کشادہ آنکھیں جن کی نگاہ سے سارے دنیاوی غم والم مفقود ہو جاتے ہیں۔ میں اس نظر کرم کو مانگتی ہوں۔ مجھے گناہوں سے پاک فرما دیں۔ اور اپنے پرامن قدم مبارک کی پناہ بخشیں۔ میرے مہربان خاوند نے مجھ پر بڑا احسان کیا جو ایسی بددعا دی جس کی بدولت آپ کے چرن کنول میرے ناپاک جسم کو میسر ہوئے۔ میں اس بے مثل وبے مثال دیدار مبارک سے فیض یاب ہوئی ہوں جس کے دیدار مبارک سے سب غم والم دور ہو جاتے ہیں دل کو نور وسرور حاصل ہوتا ہے جس کا اصل لطف شری شنکر بھگوان ہی لیتے ہیں۔ اے حقیقی مالک سچے ماں باپ میں ایک نادان عورت ہوں۔ محدود عقل ہوں میری اور کوئی خواہش نہیں ہے سوائے اس کے پہلی

اس میں تر نگکلف ایک مارہ دری تھی۔ مگر کسی ذی روح کی بود و باش نہ ہونے کی وجہ سے ویران تھی۔ وہاں ایک سیاہ پتھر کا بُت تھا۔ رام جی نے مُنی راج سے اس کی کیفیت دریافت فرمائی اور اُنہوں نے فرمایا کہ بعید عرصہ گذرا کہ ایک دفعہ راجہ اندر نے جو پرستان اور تمام حور و غلمان کا بادشاہ ہے دیوتاؤں سے دریافت کیا کہ میری عورت اندرانی سے بھی کوئی زیادہ حسین عورت ہے۔ دیوتاؤں نے جواب دیا کہ سورج تمام دن دُنیا کی سیر کرتا ہے اس کو معلوم ہوگا۔ اس پر سورج نے جواب دیا کہ میری تپش سے لوگ اپنے آپ کو چھپا لیتے ہیں۔ چندرماں ٹھنڈی روشنی سے آبی۔ مادی۔ ارضی۔ آسمانی گھروں میں دورہ کرتا ہے۔ اسکو ضرور معلوم ہوگا۔ چنانچہ چندرماں نے دریافت پر بتلایا کہ اہلیا۔ گوتم رشی کی زوجہ تمہاری زوجہ سے بدرجہا حسین ہے اندر کو شوقِ وصل پیدا ہوا۔ اور چندرماں کی رفاقت میں گوتم رشی کے آشرم (قیام گاہ) پر پہنچا۔ چاند نے مرغا کی بانگ پکاری۔ گوتم جی نے خیال کیا کہ صبح ہوئی اور بستر راحت سے بیدار ہو کر شری گنگا جی کے کنارے اشنان دھیان کرنے کیلئے پہنچے اور اندر نے گوتم کا بھیس بنا کر اہلیا سے ہم بستر ہوا۔ شری گنگا ماتا نے دریشا ست سے تمام حال ظاہر کیا جس پر مُنی جی آشرم پر واپس آئے اور اندر کو وہاں موجود پاکر یہ بد دعا دی کہ تو نے ایک بھگ کے لئے یہ سوانگ بنایا تیرے جسم میں ہزار بھگ نمودار ہو جائیں۔ اور اپنی عورت کو یہ بد دعا دی کہ تو محض پتھر کی طرح اندر کے آگے پڑ گئی۔ تو پتھر کی شکل اختیار کر۔ منی راج کی یہ بد دعا سنکر دونوں تھرا اُٹھے۔ اہلیا نے اپنی بے قصوری کا اظہار کر کے عرض کی کہ سوامی میرا چھٹکارا کب اور کس طرح ہوگا۔ اس کو گوتم جی نے مطلع فرمایا کہ شری رام بھگوان کا اوتار ہوگا۔ اُنکے چرن کنول (قدم مبارک) چھونے سے تم اپنی اصلی صورت و شکل میں آؤگے۔ پھر اندر نے اس طرح گڑ گڑا لیے کہ اس مصیبت سے میرا کب چھٹکارا ہوگا۔ فرمایا۔ کہ جب وشنو بھگوان رام بھگوان و شکل توڑیں گے اس کی صدا سے ان ہزار بھگوں کی جگہ ہزار آنکھیں ہو

شیریں و صاف و شفاف پانی کے چشمے ہر طرف موجزن تھے۔ باغ کے درمیان ہوادار کشادہ محل جلال و کرامت کی مورت شری گرو کو منی مہاراج سمادھی لگائے آسن جمائے ہوئے تھے۔ راجہ معہ رانیوں کے باغ میں مقیم ہوا۔ اور دل لگا کر بڑی خوشی سے منی مہاراج کی سیوا میں مصروف ہوئے۔ اس حالت میں ایک سو برس گذر گیا۔ منی راج کی اس سخت ریاضت و عبادت کو دیکھ کر راجہ اور رانیوں کا دن بدن عقیدہ پختہ ہو گیا۔ بہت بہت تعریف و توصیف کرنے لگے۔ سو سال کے بعد منی راج نے سمادھی کھولی یعنی جی کو خوش و خرم دیکھ کر راجہ نے نہایت ادب سے پرنام کیا اور اپنا تمام دکھڑا کہہ سنایا۔ منی راج نے اشیرباد فرمائی کہ پرماتما تمہاری خواہش پوری کریں گے۔ پھر رانیوں پر نگاہ لطف ڈالتے ہوئے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ سب دونوں رانیوں نے ڈنڈوت کری اور کیشنی رانی نے پرارتھنا کی کہ مہاراج میرے ایک بھگوان کا بھگت اور ماں باپ کا فرمانبردار لڑکا ہو۔ سومتی رانی نے عرض کی کہ مہاراج میرے تو علیٰ سکت چلیں بہادر ساٹھ ہزار پسر پیدا ہوں۔ منی مہاراج نے فرمایا۔ کہ پرماتما کی کرپا سے ایسا ہی ہوگا۔ راجہ کچھ دن منی جی کی سیوا کرتے رہے۔ منی جی نے پھر راجہ کو اجازت دی۔ کہ تم اپنی راجدھانی میں جا کر راج کاج کرو۔ راجہ خوشی خوشی اپنی رانیوں سمیت اجودھیا میں واپس آیا۔
اس طرح ہنسی خوشی کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد کیشنی رانی کے ایک پسر پیدا ہوا جس کا نام اسمنجس رکھا اور سومتی کے بطن سے ایک تونبا پیدا ہوئی۔ جس میں ساٹھ ہزار مشکل پسر برآمد ہوئے۔ پھر کیا تھا۔ راج سبھا اور نگر میں مبارکبادی اور خوشی کے راگ چھڑ گئے۔ راجہ نے بڑی فیاضی سے دل کھول کر انعام و اکرام دیئے۔ برہمن، گو، دیوتا، دیویاں (شیو گوری گنیش) کی پوجا کی گئی۔ بچوں کی پرورش اور ان کے دلربایانہ حرکات طفلی میں راجہ دربار و رنواس کو خوشی و خرمی میں دن رات گذرتی معلوم ہوتی تھی۔ اس طرح سب لڑکے جوان ہوئے چونکہ قاعدہ ہے ان کی پیدائش

بھنور ہمیشہ ہی آپ کے چرن کنولوں سے پریم روپی رس سے سرسبز ہوتا رہے ۔ وہ چرن کنول جن سے پاک تر پوتر شری گنگا جی کا نکاس ہوا جس کو شری مہادیو جی نے اپنے سر پہ اُٹھایا جن چرنوں کو برہما جیسے دیوتا پوجتے ہیں میرے ناپاک جسم پر ایسے رحیم و کریم مالک خالق حقیقی میں بار بار سجدہ کرتی ہوں اور ہمیشہ آپ کا حقیقی اور قائم رہنے والا عشق (بھگتی) کی خیرات مانگتی ہوں اس طرح اہلیا دیوی تعریف و توصیف کرتی ہوئی اپنے خاوند کے لوک کو روانہ ہوئی اور شری رام لکشمن کی منوہر جوڑی شری وشوامتر کے ساتھ آگے بڑھی اور جلدی ہی شری گنگا جی کے کنارے پہنچے ۔ دونوں بھائیوں نے شری گنگا ماتا کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا پھر منی راج سے شری گنگا جی کی سورگ لوک سے اس مرت لوک میں آنے کی کہانی دریافت فرمائی ۔

شری گنگا مائی کی کہانی

شری منی راج وشوامتر جی نے فرمایا ۔ کہ آپ کی کل یعنی خاندان میں ایک راجہ سگر نامی گذرا ہے ۔ اس کی دو رانیاں (محل) تھیں ۔ ایک کا نام کیشنی (केशनी) دوسری سومتی (सुमती) تھی ۔ راج پاٹ ۔ دربار ۔ جنگ آزمودہ اور رعایا آباد و خوشحال امراء و وزراء دیگر نمک حلال تھے ۔ مگر چراغ خاندان (کل کا دیا) اولاد نرینہ نہ تھی ۔ اس لئے راجہ ہمیشہ ملول خاطر رہتا تھا ۔ حتیٰ کہ عمر کا پچھلا حصہ یعنی بڑھاپا آ گیا ۔ آخر یہ خواہش لیکر کہ میرے اولاد ہو دونوں رانیوں کو لیکر بن میں گیا اور شری بھرگو منی جی کے آشرم پہ پہنچے جو کہ ایک پہاڑ پر تھا جس میں خوشگوار پیڑ و پھل پھولوں سے بھرے ہوئے طرح طرح کے سرسبز و شاداب اشجار تھے ۔

لڑکوں کو طلب کیا۔ پرماتما کی قدرت سے سرِ تحریر ہی سے وہ تمام بچے صحیح سالم زندہ برآمد ہوئے۔ اس شخص نے اُن بچوں کو ہدایت کی تم سب اپنے اپنے گھر جاؤ۔ اور آپ تپسیا کے لئے بن میں جانے کو مستعد ہوا۔

رعایا اپنے بچوں کو صحیح سالم واپس پا کر بڑی تعریفوں اور دعاؤں کے ساتھ راجہ کے دربار میں حاضر ہوئی۔ اور راجہ کو بیشمار دعا دی۔ اس شخص کے پاس پہنچے۔ اور التجا کی۔ راجہ نے بھی سمجھایا اور اپنا حکم واپس لے لیا مگر اس شخص اپنی ضد پر اڑا رہا۔ کسی طرح پر بھی گھر جانے پر راضی نہ ہوا۔ اور سب کو پرنام کر کے تپسیا کے لئے بن کو چل دیا۔ راجہ پرجا مایوس ہو کر واپس آ گئے۔

اس شخص کے ایک بیٹا پیدا ہو چکا تھا جس کا نام **انشومان** تھا جو اپنے حکمرانی کے آئندہ زمانے میں دنیا کے تمام حکمرانوں میں مشہور و معروف راجہ ہو گذرا ہے۔ وہ شخص بیٹے ہی مہاراجہ سگر کو ایسا پیارا تھا جیسے سانپ کو سر کی منی دماغ پیارا یا مچھلی کو بہتا پانی اور بخیل کو دولت پیاری ہوتی ہے رعایا اپنی اولاد کو واپس پا کر شاداں اور فرحاں ہو گئی تھی۔ ہر طرف عیش و خوشی چھا رہی تھی۔ راجہ کو انشومان کی محبت سے اپنے جواں پسر اس شخص کی غم مفارقت بھول گئی۔

اب راجہ سگر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میری زندگی کے آخری لمحے گذر رہے ہیں۔ جس پرماتما نے مجھ کو اس قدر حشمت و عزت اور ہر طرح کی خوشی بخشی۔ مگر اسکے شکریہ میں کچھ بھی نہ کیا۔ یہ سوچ کر ایک عام دربار فرمایا۔ جس میں اپنے یار غمخوار، منشی وزیر، گورو اور زمانے کے ملا مسعود پیشوا، عالم، فاضل، جماعہ پیران اور مشہور مقامات کے چودھریوں کو مدعو کیا جا کر تقریب۔ اور دربار مہاسبھا کامیابی کے ساتھ سرانجام پائی۔

بعد سرداری اعزاز و اکرام سے حاضرین دربار سے مہاراجہ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میرے دل میں اب صرف ایک آرزو باقی ہے کہ اگر آپ صاحبان کی امداد اور پرماتما کی کرپا سے

ہوئی تھی۔ دنیا کے بچوں سے الگ کھیل کرتے تھے بسبب توانا و تندرست تھے۔ تعلیم
کے لئے اُستاد مقرر کئے گئے۔ راجہ کے گھر میں پہلے سے ہی ہر طرح کے عیش و عشرت کے
سامان موجود تھے۔ اولاد کی خواہش تھی۔ جو پرماتما نے ضرورت سے زیادہ بخش دی۔ اس
طرح عرصہ گذر گیا۔

سرجو ندی جو اودھ کے ساتھ ساتھ بہتی تھی۔ اس میں نہانے کیلئے شہر
کے لوگ اور لڑکے جایا کرتے تھے۔ اسمنجس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک کنارہ کشتی
میں شہر کے لڑکوں کو سوار کرا کر دریا کی سیر کرانا اور بیچ منجدھار میں لے جا کر لڑکوں کو ڈبو دینا۔
روز بروز غرقاب بچوں کی تعداد بڑھتی گئی جس سے رعایا میں سخت بے چینی پھیل گئی۔
شہر کے چودھریوں کو لے کر اودھ کے باشندے راجہ کے دربار میں پہنچے۔ اور
فریاد کی کہ تمہارا لڑکا شہر کو اُجاڑنا چاہتا ہے۔ اس کو پرجا کی بہبودی کا خیال نہیں۔ وہ
رعیت کا جانی دشمن بن گیا ہے۔ ہم آپ کے دیش کو چھوڑ کر اور دیش میں جانا
چاہتے ہیں کیونکہ بلا اُٹھ جانے کے اور کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ آئے دن بچوں کی عزیز
جانوں کے ضائع ہونے کا رنج و الم برداشت نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آپ کو اپنا
بیٹا جان سے پیارا ہے۔ ویسا ہی ہم کو اپنی اولاد جان سے عزیز ہے۔ وہ ہمارے
حق میں بہت منحوس اور نامبارک ثابت ہو رہا ہے۔ راجہ نے اپنی پیاری رعایا کی
آہ و بکا سُن کر ان کی دلداری کی اور اطمینان دلایا کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ میں ایسے
بیٹے کو اپنے گھر ایک دم بھی نہ رہنے دوں گا۔ تم اب بخوشی اپنے گھر جاؤ۔ اور اُسی
وقت اسمنجس کیلئے جلا وطنی (دیش نکالے کا) فرمان جاری فرمایا۔ اسمنجس کو فوراً ہی
مطلع کیا گیا۔ مگر چونکہ وہ منی راج کی خاص اشیرباد سے پیدا ہوا تھا۔ اسکو پیدائشی
برکات و کرامات روحانی حاصل تھیں۔ اُس نے سوچا کہ زندگی کا لطف اب یہی ہے کہ
تمام ڈوبے ہوئے لڑکے زندہ لاؤں۔ چنانچہ وہ سرجو ندی کے کنارے پہنچا اور تمام غرق شدہ

سپاریوں سے کوئی سراغ نہ ملا۔ تو راجہ سگر کو اطلاع دی کہ یکایک گھوڑا اصطبل سے
غائب ہو گیا ہے اور پکڑنے والے کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ راجہ یہ انوکھی خبر سُن کر
حیرت میں ہوا۔ پھر اپنے ساٹھ ہزار بیٹوں کو ہدایت کی کہ تم سب گھوڑے کی
تلاش میں جاؤ۔ جہاں پاؤ گھوڑے کو واپس لاؤ اور چور کو مشکیں کس کے حاضر دربار کرو۔
ساٹھ ہزار جوان مسلح ہو کر گھوڑے کی تلاش میں نکلے۔ ہر ایک اندر جیسا تنومند اور بہادر اور
جنگ آزمودہ تھا۔ ان کے پُر از حوصلہ و تیز گامی سے زمین تھرّا اُٹھی۔ سب نے مجمع ہو کر باغ
جنگل پہاڑ۔ دریا نالے۔ شہر بستی وغیرہ سبھی میں تلاش کرتے کرتے تھک گئے۔
گھوڑے کا کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر یہ بیٹے پشیمان ہو کر سگر سے سب حال سُنایا۔ راجہ
نے پھر یہ حکم دے کر واپس کیا کہ اے دلاوریو تو چپّہ چپّہ زمین کو کھود ڈالو جہاں گھوڑا
ملے لا کر پیش کرو۔ وہ سرکش فوج پہلے مشرقی حصّہ پر پہنچی۔ سو سو کوس تک زمین کھود ڈالی
دیوتا بھی اُن کی اولوالعزمی اور مستقل مزاجی کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ برہما نے دیوتاؤں کو تسلّی دے کر
فرمایا کہ ان کا جلدی خاتمہ ہونے والا ہے بے فکر رہو۔ جب اس طرح مشرقی حصّہ زمین
کا پاتال تک کھود کر مشرقی "دگ پال یعنی" وہ فیل دماں جو قیام اراضی کے لئے
ہر چہار اطراف کے آخری حدود پر قائم و موجود ہیں" کے پاس پہنچے اور ہو دمانہ پرنام کیا
تو وہاں بھی کوئی پتہ نہ چلا۔ اسی طرح غربی طرف کھودنے میں مصروف ہوئے۔ اخیر دگ پال
کے دیدار ہوئے مگر گھوڑے کا پتہ نہ لگا۔ پھر جنوبی حصّہ پر پل پڑے۔ وہاں بھی گھوڑے
کا کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر شمال کی جانب کھودنا شروع کیا۔ جس کے انتہائی حصّہ پر سفید
رنگ کا گراں ڈیل دگ پال دیکھا۔ جس کے دیدار سے تمام بھائی بہت خوش ہوئے۔
اس طرح چاروں طرف زمین کے کھودنے سے زمین کے گرداگرد پانی ہو گیا جس کا نام
آج تک ساگر مشہور ہے۔ وہاں ہی کپل دیو کا استھان ہے جو بھگوان کا پہلا
اوتار ہیں اور مانا جاتا ہے کہ سانکھیہ یوگ کا اپدیش دیکر اکھنڈ سمادھی میں بیٹھے تپسیا

اشومیدھ یگیہ رچے۔ بعد میں بقیہ زندگی پرماتما کی یاد میں گذاروں جس پر
رضامندی کے توپوں کی آوازوں سے دربار ہال گونج اٹھا۔ چنانچہ اسومیدھ یگیہ کی
تیاری کی گئی۔ کارپرداران سرکار نے ایک نہایت عمدہ **منڈپ** تیار کیا جسکی خوبیاں
دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں زبان سے اظہار نہیں ہو سکتا۔ یگیہ کے لئے مناسب تیز گام
اور سبک خوبرو **شیام کرن گھوڑا** دولتی (دوسرے رنگ کا جسکے کان بالکل سیاہ
ہوں) مہیا کیا گیا۔ جو اپنی مستانہ سانپ کی چال سے ہوا سے باتیں کرتا چلدیا۔

نوٹ:- زمانہ قدیم میں جب کوئی تاجدار برگزیدہ فاتح عالم ہوتا اور ہر طرح کے خیر
وخیرات اور نیک اعمال میں کامیاب ثابت ہوتا۔ تو رسم اسومیدھ یگیہ کی ادا کرتا تھا۔
چیدہ اہلکار معہ جنگ آزمودہ لشکر جرار کی حفاظت و نگرانی میں شیام کرن گھوڑا لیکر لگام
سازوسامان پر تکلف سے آراستہ و پیراستہ چھوڑا جاتا۔ جہاں جہاں سے وہ گذرتا وہاں
وہاں کے حکمراں، تاجداران اسکو نذرانہ ادا کرتے گویا اس عمل سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ وہ
حکمران تاجداران اس راجہ کے جس کی طرف سے وہ گھوڑا چھوڑا گیا باجگذار تابعدار ہیں۔
اگر کسی کو یہ ہمت یا طاقت ہوتی کہ وہ خود مختار ہے وہ کسی کو اپنے برابر کا حکمران تسلیم
نہیں کرتا وہ اس گھوڑے کو پکڑ لیتا جس پر طرفین سے جنگ و جدال کا موقع ہوکر فتح
وشکست کا فیصلہ ہوتا۔

گھوڑا اپنے ہر رنگ ڈھنگ آب و تاب عالم میں قریباً ہر اطراف کا دورہ ختم کرنے والا تھا۔
کہ **مہاراجہ اندر** کو یہ فکر پیدا ہوا کہ یگیہ کے خاتمہ پر راجہ سگر کو سورگ کی حکومت
ملے گی اور میں معطل ہو جاؤں گا۔ اسی میں یہ مکاری خیال کی کہ اگر گھوڑا ایسی جگہ پہنچا یا
جاوے جہاں پر محافظاں نہ پہنچ سکیں اور جو پہنچے بھی تو جنگ و جدل فنا ہو جائے کہ
یہ خطرہ شدہ دور ہو۔ اس لیے اس نے وہ گھوڑا چرا کر **منشری کپل دیو** کے آشرم میں
جا باندھا۔ گھوڑا [illegible] محافظان کچھ عرصہ بعد یہ ہوا وہ در پیش تلاش ہونے حیث تلاش

اور اس کے ماموں تھے۔ ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے پتہ دیا کہ تمہارے چچا تو اس طرح جل کر خاک ہو چکے۔ انشومان نے اُن کو جلانجلی (پانی ارپن) دی پھر گرڑ جی نے فرمایا کہ بیٹا اب اشنان کرو تم … شری گنگا جی زمین پر آویں جن کے درشنوں سے پاپ دور ہو کر ہوتے ہیں اور … سنان بال سے پرم سکھ ملتا ہے۔ ان کے آنے پر ہی ان ساٹھ ہزار پتروں یعنی آپ کے مرنے والوں کا اُودھار ہوگا۔

اس کے بعد گرڑ جی کے ساتھ کپل بھگوان کے آشرم میں پہنچا۔ گرڑ جی نے بھی مہاراج کو ڈنڈوت کی اور تمام ماجرا گھوڑے کے متعلق اور سگر کے پتروں کا گھوڑے کی تلاش میں آنا اور ان کی معصیت یا ک نگاہ سے اُن سب کا خاک سیاہ ہو جانا عرض کیا جس پر بھی مہاراج نے مہربانی کی نگاہ سے انشومان کو گھوڑے کے کھولنے کی اجازت دی۔ پس شری گرڑ جی نے بہترا مسکو مع گھوڑے اسکے وطن میں بھیج دیا۔ جب راجہ کے پاس پہنچا گھوڑا پیش کرنے کے بعد تمام حالات جس طرح کہ ساٹھ ہزار چچوں کا خاتمہ ہوا کہہ سنایا اور ساتھ ہی بتلایا کہ شری گرڑ جی نے اُن کے اُودھار کا ذریعہ شری گنگا جی کے اوتار ہونے کا بتلایا ہے۔ راجہ کو غم و خوشی دونوں ہوئیں غم یہ کہ اس کے ساٹھ ہزار بیٹوں کا تمام ایک حالت میں خاتمہ ہو گیا خوشی اس بات کی کہ اسکا پوتا کامیابی کے ساتھ گھوڑا واپس لے آیا۔

راجہ نے یگیہ سرانجام کیا دان پن دل کھول کر دیا اسکے بعد کچھ عرصہ تک راج کاج میں مصروف رہ کر انشومان اپنے لڑکے کو تخت و تاج سپرد کر کے بھگوان کے چرنوں میں دل لگا تپ کے لئے بن کو روانہ ہوا دل میں یہ تمنا تھی کہ کسی طرح شری گنگا جی کا مرتیہ لوک میں آنا ہو۔ اسی آس میں زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ انشومان راجہ کا پسر **دلیپ** پیدا ہو کر جب جوان ہوا اور راج کاج کے قابل ہو گیا تو انشومان نے بھی راجہ دلیپ کو راج گدی پر بٹھا کر تپ کے لئے بن کو روانہ ہوا۔ ان کے پیارے رام راجہ

کر رہے ہیں۔ جن کی نگاہ کا اثر یہ ہے کہ جس پر وہ قہر سے نظر ڈالیں۔ وہ خاک سیاہ ہو جائے۔ وہ نایاب گھوڑا اس کے آشرم میں بندھا ہوا دیکھ کر ساٹھ ہزار نوجوان غضب و غصّے میں بھرے ہوئے زد و ستور سے پکار اٹھے کہ ہم نے تمام زمین کھود ڈالی مگر گھوڑے کا سراغ نہیں ملا۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ بڑا چھپا چور رہے۔ چور تو بہت دیکھے مگر ایسا چالاک چور کوئی نہیں دیکھا۔ جو ہمارا مال چرا کر پاتال میں آ گھسا۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ معبود ہے۔ انہیں سا کر اور موں سادھ کر بیٹھ گیا ہے بعض یہ بول اٹھے کہ اس کو منی کون کہے یہ تو ڈھونگیا بھگت ہے۔ بہت سے جھنجلا کر شور کرتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ ارے دشٹ تو ہمارا گھوڑا لیکر یہاں آ چھپا۔ ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہار گئے۔ یہ سنکر منی مہاراج کی سمادھی کھل گئی اور سامنے جمِ غفیر دیکھا۔ جونہی ایک غضب ناک نگاہ سے اُن کو تاڑا وہ تمام کے تمام جل بھُن کر خاک سیاہ ہو گئے۔ **شنکر بھگوان۔ پاربتی جی** سے کہتے ہیں کہ اے سمکھی (خوبصورت شکل والی) جو سوچ سمجھ کر نہیں بولتے۔ اُن کے لئے امرت زہر ہو جاتی ہے جو لوگ جان بوجھ کر جلتی آگ میں ہاتھ ڈالتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں آپ جلتے ہیں۔ اِدھر سگر کے پاس جب ساٹھ ہزار پسران سے کوئی واپس نہ پہنچا۔ انتظار کھینچتے کھینچتے تھک گیا غیر معمولی عرصہ لگ گیا۔ تو اپنے پوتے انشومان کو فرمایا کہ میری جان کے سہارے آنکھوں کے تارے تم خود جوکھم لیکر جاؤ اور پتہ لیکر جلدی واپس آؤ اور یہ سمجھ لینا کہ میرے دم کا سہارا فقط تمہارا ہی ایک جسم ہے غیر معمولی توقف سے میری جان کا خاتمہ ہو جائیگا۔

انشومان بھگوان کا بھگت منکسر المزاج مستقل طبع تھا۔ وہ گھوڑے کی تلاش اور اپنے چچاؤں کا پتہ لینے میں مصروف ہوا جا بجا رستوں میں، مہاتماؤں کے آشرموں میں پہنچ پہنچ کر پوچھا گیا۔ مگر نہ چلا سلسلہ سراغ برابر وہ چاروں دگ پالوں کے پاس پہنچ گیا اُن کو ادب سے پرنام کیا اسی اثناء میں گڑڑ جی جو اس کی ماتا سومتی کے بھائی

شری برہما جی نے فرمایا کہ یہ دونوں خواہشات تمہارے منظور اور قبول ہیں۔ مگر شری گنگا جی۔ جو تمام آسمانوں کے اوپر سے نازل ہونگی اُس کو کون سنبھالے گا۔ وہاں سے چھوٹتے ہی زمین اور پاتال کو چھاتی رساتل میں چلی جائے گی پھر اس کا زمین پہ واپس لانا غیر ممکن ہے۔ اس کے لئے میں تم کو ایک سہل تدبیر بتلاتا ہوں کہ شنکر بھگوان بڑے دیالو ہیں صرف وہی ایک ہستی ہیں جو شری گنگا جی کو روک سکتے ہیں۔ اُن کا جاپ کرو۔

شری برہما جی تو یہ فرما کر غائب ہو گئے بھاگیرتھ جی نے شنکر جی کا جاپ شروع کیا۔ ایک برس تک پاؤں کے انگوٹھے کے سہارے کھڑے شری شنکر جی کا جاپ کرتے رہے۔ سب دیالو شنکر بھگوان نے درشن دئے۔ راجہ بھاگیرتھ نے دونوں ہاتھ جوڑے سامنے کھڑے ہوئے ادب سے اپنی خواہش اور برہما جی کی ہدایت کا اظہار کیا۔ جس پر شری شبھو بھگوان نے وعدہ کیا کہ ہم شری گنگا جی کو سر پر روکیں گے یہ فرما کر شری رام کا جاپ کرنے لگے۔

ادھر یہ سب حالات شری گنگا جی کو بھی معلوم ہوئے۔ شری گنگا ماں نے خیال کیا کہ میں شیو جی سمیت مکمل رساتل میں چلی جاؤں گی۔ ادھر شیو جی کو بھی یوگ بل سے شری گنگا جی کے حالات کی آگاہی ہوئی تب اپنے جٹاؤں کو گہرا اور کشادہ فرما لیا۔ بھاگیرتھ جی نے برہما جی سے گنگا کو چھوڑنے کی التجا کی۔ جس پر برہما جی نے گنگا جی کا دھارا کھول دیا۔ جب آسمان سے شری گنگا جی چھوٹیں۔ بجلی سے بھی تیز تر چمک اور گرج پیدا ہو کر ایسا شور ہوا کہ سن کر دیوتا بھی ڈر گئے۔ اور دیوتاؤں کے دگ پال حیرت و سکوت میں آ گئے۔ آسمان سے گذر کر شری گنگا جی شری شنکر مہاراج کی گھنی جٹا روپی بن میں جذب ہو گئی۔ شیو جی شری پاربتی کو یہ سلسلہ رامائن کہا سن فرما رہے ہیں کہ ایک سال تو گنگا جی ہماری جٹاؤں میں موجب ماری گھومتی رہی نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ یہ حالات دیکھ کر دیوتا لوگ بہت

دلیپ ہمارے خاندان میں بڑی شان و شوکت کا راجہ ہوا ہے۔ جس کی بہادری علو العزمی فضل و فیض و انصاف کو زمانہ بھر کے تاجداران تسلیم کرتے تھے۔ یہ دہ ہی جب تک دنیا قائم ہے اس کا نام نامی سورج کی طرح جلال و نور میں چمکتا رہے گا انشومان کی تمام زندگی شری گنگا ماتا کی سراغ رسانی میں گزر گئی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ مدت تک تپ کر کے سورگ سدھار گیا۔ راجہ دلیپ کے بھاگیرت ایسا پسر پیدا ہوا۔ اسکے جوان ہو جانے پر راجہ دلیپ نے تخت و تاج اسکے سپرد کر کے شری گنگا جی کی سراغ رسانی کے لیئے بن کا رُخ کیا۔ عمر کا باقی حصہ ریاضت و عبادت میں گزار کر جان بحق ہوا جب راجہ بھاگیرت کو اُن کے سورگ باش ہونے کا پتہ لگا تو اپنے نابالغ بیٹے رمیدیس کو راج گدی پر بٹھا کر بغرض لانے شری گنگا جی کے لانے کیلئے تپ کرنے کو بن کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ ابھی راجدھانی سے باہر نکلا۔ ایک بڑا لیے رشتہ سگن سامنے آئے۔

راجہ بھاگیرت نے نہایت اونچے پہاڑ کے گھنے جنگل میں جا ڈیرہ جمایا اور تپ کرنا شروع کیا۔ پہلی منزل میں ایک ٹانگ کے سہارے دونوں بازوؤں کو آسمان پر اٹھائے سورج کو ٹکٹکی لگا کر دیکھا کیا۔ اسی طرح ہزار سال گذر گئے۔ ریاضت میں ایسے جذبے میں آ گئے کہ خواب و خورش اور دن رات کی کچھ خبر نہ رہی۔ ایسی سخت ریاضت دیکھ کر شری برہما جی جو شری گنگا ماتا کے پریذیڈنٹ الحکمرانی عالم کے خداوند ہیں۔ باطنی شکل سے ظاہری صورت میں آ کر بھاگیرتھ جی کے روبرو جلوہ افروز ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ بیٹا تو کیا چاہتا ہے راجہ نے ڈنڈوت پرنام کر کے عرض کیا کہ پرمھو جی آپ کو سب معلوم ہے تاہم آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں۔

۱ . آپ کرپا کر کے یہ ور بخشیں کہ تمام سنسار جہان کی بہبودی و ترقی ہو۔

۲ . یہ خواہش ہے کہ شری گنگا جی پرتھوی پر آئیں۔

جی نے قیام فرمایا۔ وہاں سے چلکر پریاگ راج قیام فرما ہوئیں۔ جہاں پر اشنان کرنے سے دنیاوی الجھنوں سے چھٹکارا ہوتا ہے۔ اسکے بعد کاشی جی ٹھہریں۔

اسی طرح رستہ میں لوگوں کو تارتی ہوئیں گنگا جی سمندر میں جا ملیں۔ اس وقت سمندر (ساگر) نے راجہ بھاگیرتھ جی کو مبارکباد دی۔ اور کمال خوشی سے فرمایا کہ تم بڑے خوش قسمت ہو۔ تم نے ایسا کام کیا ہے جس کو دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ تمہارا مشکل سے مشکل تپ ایسی نظیر آپ ہی ہے۔ ساگر کے ساٹھ ہزار پسر پریت جون سے چھوٹ کر سورگ میں اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچ کر خوش و خرمی میں تمہاری تعریف و توصیف کرتے ہوئے تم کو دعائیں دے رہے ہیں۔ اور کبھی جو اس کے کل میں اپ گت (درگتی) تھا۔ اس کا اودھار ہو چکا۔ پھر تمام دیوتاؤں کے ساتھ برہما جی تشریف لائے۔ راجہ کی بڑی تعریف کی کہ تمہاری کارگذاری چاروں جگوں میں مشہور ہوگی۔ تمہارے خاندان میں پہلے کوئی تپسوی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ اس پاک ندی کا نام گنگا ساگر مشہور ہوگا۔ جس طرح آفتاب طلوع ہونے سے الّو چھپ جاتے ہیں۔ اسی طرح اسکے درشنوں سے پاپ دور ہونگے۔ اس دریا کا نام تمہارے نام پر بھاگیرتھی مشہور ہوگا۔ یہ وردان دیکر شری برہما اور دیوتا اپنے اپنے لوک کو گئے۔ یہ کہانی سنکر شری رام لکشمن نے شری گنگا ماتا کو پرنام کیا۔

شری گنگا ماتا کی جغرافیکل ہیئت و وسعت

ہندوستان میں سب سے بڑی ندی گنگا ہے جسے بھاگیرتھی بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ سے نکل کر خلیج بنگالہ میں داخل ہوتی ہے۔ اس کا طول پندرہ سو میل ہے۔ اور نکاس سطح سمندر

خوش ہوئے۔ جے جے کے شبد اوچارے اور پھولوں کی بارش کرتے رہے۔ پھر بھاگیرتھ جی کی عرض و معروض پر جٹاؤں سے محض ایک قطرے کے مطابق شری گنگا ماتا کے نکاس کا دہانہ کھولا۔ اس سے تین دھاریں پیدا ہوئیں ایک تو اوپر آکاش میں گئی ایک نے پاتال کا راستہ لیا۔ جو آسمان کو گئی تھی۔ اس کا نام پاپ ناشنی ہوا اور دیوتاؤں نے مندا کنی نام رکھا جو پاتال میں پہنچی اس کا نام برہما دتی رکھا گیا۔ تیسری دھارا جو سنت مہاتماؤں کو سکھ دینے والی زمین پر رواں ہوئی۔ اس کا نام گنگا رکھا گیا۔

پانی کی تیز روی کو دیکھ کر راجہ بھاگیرتھ ایسا خوش ہوا جس طرح چاند کی پورن کلا کو دیکھ کر سمندر اچھلتا ہے شری گنگا جی کے سامنے جا کر پرنام کیا شری گنگا جی نے راجہ کو ارشاد بخشا کہ تم جاؤ ایک رتھ جس میں ایسے گھوڑے ہوں جو ہوا کی تیزی کو پیچھے چھوڑیں۔ مہیا کر کے لاؤ راجہ نے فوراً ایک ایسا رتھ جس میں سورج کے گھوڑوں سے بھی تیز گام گھوڑے جتے تھے مہیا کیا۔ اور گنگا ماتا کی ہدایت کے مطابق اس پر سوار ہوا۔ گنگا ماتا نے فرمایا کہ تم اس جس طرف مجھے لے جانا چاہتے ہو چلو ہم تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ راجہ نے گھوڑوں کو پوری تیزی سے بھگوان کا سمرن کرتے ہوئے چھوڑا۔ عقب میں دیوندی شری گنگا جی موجیں مارتی ہوئی رواں ہوئیں یہ عجیب دلکش نظارہ تھا۔ دیوتا خوش ہو رہے ہیں بار بار پھول برسا رہے ہیں۔ شری گنگا ماتا نہایت دلفریب اداؤں سے پہاڑوں کو چیرتی چٹانوں کو لڑھکاتی۔ درختوں کو اکھاڑتی رواں ہو رہی ہے۔ مچھ کچھ مگر سانپ طرح طرح سے نظر آرہے۔ کلولیں کر رہے ہیں۔ دیوتا آ کر اشنان کر رہے ہیں۔ سدھ رشی منی کناروں پر ڈیرے جما رہے ہیں۔ [illegible] تپ کرتے ہیں۔ خوش و خرم منڈلا رہے ہیں۔ درشن کرنے سے ہر طرح کے پاپ ناش ہو جاتے ہیں۔ راجہ بھاگیرتھ رتھ پر چڑھے ایسے سج دھج سے معلوم ہو رہے ہیں گویا سورج آسمان سے زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اسی طرح ہردوار پہنچے۔ جہاں پر خاص تیرتھ قائم کرنے کیلئے دلی امنگ دوسی سے آتا گنگا

شری گنگا جی

مختصر مہابھارت شری مد بھگوت گیتا کے دسم ادھیائے کے اکتیسویں اشلوک
سے ریپ فرمایا ہے جس میں بھگوان کرشن نے مہاتما ارجن کو اپنی اعلیٰ ترین ظہور
خلقت کی ہستیوں کے اظہار کے سلسلہ میں دو پاک تر ہستیوں کا تذکرہ فرمایا۔ کہ اے
پیارے ارجن جنگ آزماؤں میں شری رام اور دریاؤں میں شری گنگا میری امرتی ہیں
چنانچہ میں شری رام دشلوں کے مال حیریوں سے حصول تعلیم و فن اسلحہ گیری کا جو شری
وشوامتر ششتر ودیا کی نگرانی میں سرانجام ہوا۔ اور جنگ آزمائی اور عمل اسلحہ کی ابتدا کشف
پچھلے اوراق میں درج کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں شری گنگا جی کی عظمت و برکت کا
اظہار کیا گیا۔ جو کہ شری رام بھگوان کے استفسار پر اپنے یہ فضیلت و برکت گورو شری
وشوامتر جی نے اظہار فرمایا۔ اس سے بڑھ کر معتبر تذکرہ میسر نہیں آ سکتا۔ جتنے اکہ
حالیہ واقعات جغرافیہ کے مشاہدہ اور تذکرے جو آج کل تعلیم و تربیت میں آ رہے ہیں۔
ان تذکروں کی تائید میں ہیں گو جغرافیہ دان اس کی اصلیت کو ظاہر نہیں کر سکے۔ مگر
گنگا ساگر بھاگیرتھی گومکھی ابتدائی جائے اور ... دیگر وسیع پھیلاؤ خلیج بنگالہ میں کئی
دھاروں میں واقع ہوا۔ پریاگ پر تیرتھ کا ملنا ہردوار بنارس وغیرہ مشہور و متبرک مقامات
اور اسے شمار برکات اور تجارت و زراعت کی برکتیں ایسی ہیں جن سے کوئی منکر
نہیں ہو سکتا۔ گو بادی النظر لاکھ برس سے کہیں پہلے کے حالات قدرتی باوجود لاکھوں کا انقلابات
واقعہ ہو جانے کے قائم اور برقرار ہیں اور جیسا کہ چاند سورج۔ بحر و بر کی ہستیاں عالم وجود

سے قریب چودہ ہزار فیٹ اونچا ہے گنگوتری پہاڑ سے نکلتی ہے نکلنے کی جگہ کو "گئو مکھی" کہتے ہیں۔ وہاں اس کی دھار قریباً ۹ گز کی چوڑی اور صرف ایک دو ہاتھ گہری ہے لیکن آگے چلکر ندیوں سے ملنے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ ہردوار تک پہنچتے ہیں جہاں پہاڑوں سے نکل کر میدان میں داخل ہوتی بڑا چوڑا پاٹ ہو گیا ہے اور آگے بڑے دریاؤں کے شامل ہونے سے اس قدر پھیلی ہے کہ سمندر میں پانچ کوس کے پاٹ سے ملتی ہے۔ علاوہ اسکے راستہ میں راج محل سے کچھ دور پورب کو کئی دھاریں ہو گئی ہیں۔ جو دھارا کلکتے کے نیچے ہے۔ اسے بھاگیرتھی اور ہگلی کہتے ہیں اور وہ سمندر میں ساگر ٹاپو کے پاس ملی ہے۔ ایک دھار برہمپتر سے ملکر شہباز پور ٹاپو کے سامنے سمندر میں گرتی ہے اور اسے پدماوتی اور پدما کہتے ہیں ان دونوں دھاروں کے بیچ میں سینکڑوں دھاریں سمندر میں ہو کر سمندر گئی ہیں گنگا جی کے پانی سے بیشمار کھیتی سیراب ہوتی ہے اور اس کی دھاریں کشتیوں کے چلنے سے تجارت کو بڑا فائدہ ہے اور اسکے کنارے پر بڑے بڑے شہر آباد ہیں جیسے ہردوار۔ کنکھل گڑھ مکتیسر اور شہر فرخ آباد۔ قنوج۔ کانپور۔ الہ آباد۔ مرزاپور۔ چنارگڈھ۔ بنارس۔ غازی پور۔ پٹنہ۔ مونگیر۔ بھاگلپور۔ کلکتہ وغیرہ۔ سرکار انگریزی نے ۱۸۵۵ء میں گنگا کی نہر ہردوار سے کاٹ کر ملک دوآبہ کے بیچ سے لے جا کر کانپور کے نیچے ملا دی ہے۔ اور ایک نہر اس میں سے ضلع علی گڑھ سے نکال کر ہمیرپور کے علاقہ مصری پور کے پاس جمنا میں ڈال دی ہے اور یہاں سے بہت سی شاخیں آبپاشی اور تری زراعت کے واسطے نکالی ہیں۔ علاوہ اس فائدے کے اس نہر کے ذریعہ تجارت کا فائدہ بھی متصور ہے۔ الخ

دقابلیت کے مطابق تکلف اٹھاویں اور اس عاجز غریب کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔

تحریر ۳۰ اساڑھ ودی سمت ۱۹۹۷ مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء سنیچروار مقام پٹیالہ

خاکسار دردگہ سے چھلا پنڈت آتمارام ریٹائرڈ سررشتہ دار

محکمہ جناب صاحب انسپکٹر جنرل صدر رجسٹریشن گورنمنٹ پٹیالہ

ओ

شریمانیور کوی راج راج پنڈت جگن ناتھ جی بھٹ

اپنے زمانہ کے مشہور و معروف کوی اور بے مثل پنڈت گذرے ہیں۔ ان کا مختصر حال پنڈت **کالی پرشاد شاستری** اڈیٹر سنسکرت رسالہ اردھمائے۔ اپنے رسالہ **بدود برتنگ** बिद्वद भूलनग حصہ دوئم ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ پر نوٹ کیا ہے۔ رسالہ مذکور میں تمام مشہور سنسکرت کویوں کے حالات درج کیے گئے ہیں۔ کہ پنڈت جی ملنگ ولیش کے موضع سنگارہ میں **پیرو بھٹ** کے گھر **لکشمی ماتا** کے بطن سے پیدا ہوئے۔ سال پیدائش اور سنہ وفات کا پتہ تلاش بسیار سے دستیاب نہیں ہوسکا۔ مگر یہ ضرور سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے **مہاتما گیان اندر بھکشو** سے **ویدانت** کی مکمل تعلیم حاصل کی **شریمان پنڈت مہیندر دت** سے نیائے شاستر اور **ویشیشک شاستر** نیائے شاستر کا مکمل گرنتھ سے پڑھا۔ **شری کاشی جی** میں **آکھنڈ وکو شوامی** سے **پورب میمانسا**

میں رہیں گی۔ ضائع نہیں ہو سکیں گی

گنگا ماتا کی عظمت، برکت، شان و پاکیزگی حد سے بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ اور اس کی تعریف و سنسکرت میں ہر زبان تر بلب ہے۔ زمانہ حال سے تقریباً ۳۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گذرا ہے جن ایام میں خاندان مغلیہ کے تاجداران سے رنگین مزاج اور صاحب کلام شاہ اکبر کا سہارا شاہ **جہانگیر** دہلی کے تخت پر رونق افروز تھا۔ اس کے بعد صلح کل تنک خو فلسفہ دان **شاہ جہاں** زیب دہ تخت و تاج دہلی ہوا۔ ازاں بعد متکبر و متعصب خود بین و خود غرض قاتل برادران۔ **پتر دروہی** یعنی اپنے باپ کو بھی قید کرنے والا **اورنگ زیب** اپنی عاقبت صفت زندگی ختم کر کے خاندان مغلیہ کے زوال کا باعث ہوا۔ ان تینوں کے عہد میں ایک سنسکرت کا کوی گذرا ہے۔ جو شاہی دربار میں **پنڈت راج** کے اعزاز و خطاب سے سرفراز رہا۔ جس کا نام نامی **کوی جگن ناتھ** تھا۔ اس نے آخری بادشاہ اورنگ زیب کے عہد حکومت میں **شری گنگا لہری** کی تصنیف فرمائی۔ جس سے شری گنگا مائی کی برکتیں اور عظمتیں واضح ہو رہی ہیں۔ اور خاکسار نے بڑی تلاش اور مطالعہ کتب سے پنڈت صاحب کے مختصر حالات دریافت کئے ہیں۔ جن کو آئندہ اوراق میں بملاحظہ ناظرین کیلئے پیش کرونگا۔ اس وقت جو میری غرض اس مختصر تمہید کے لکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مدت سے اس بندہ کے ناچیز دل میں شوق سا تھا کہ اس **پوتر استوتر شری گنگا لہری** کا ترجمہ اردو نظم میں ہو۔ مگر ساتھ ہی سوچا تھا کہ اول تو لفظی ترجمہ اور اس کا ساں ہی خشک اور پھر کہاں سنسکرت لہجہ اور اس کی حیثیت شدھتیں اور دلکش و دلآویز استعارے اور رعائتیں اور کہاں اردو لنگڑی زبان گو دنیا بھر کی زبانوں کی گداگر ادھوری زبان مگر اپنی زبان ۔ ۔ تو بڑی پیاری اور میٹھی لگتی ہے۔ شری گنگا ماتا کا دھیان کر کے تمام اسلوک کا منظوم ترجمہ کر لیا ہے۔ وہ نذر ناظرین ہے۔ غلطی و فروگذاشت سے معاف اور معذور فرمائیں۔ اپنی لیاقت

शीला: खलु मृगा: इदानी लोके ऽस्मि
अनुपम शिखानां पुनरयं नखानां
पाण्डित्यं प्रकटयतु कस्मिन मृग पतिः ॥

ترجمہ:- جو سست رفتار ہی ہیں۔ وہ تو دنیا کی انتہائی حدود میں ملتے ہیں آتے ہیں اور باقی کیں طبل اور تقشیاں تو مہربانی اور ہمدردی کی ہی مستحق ہیں۔ اور دیگر حیوان مرگ و چرند گھاس کھا کھا کر پیٹ بھرنے والے ہیں میرے خونخوار تیز ناخن والے پنجوں کا مقابلہ کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

यदा मुशतरि ककेंटे वा कमाने यदा
चशमखेरा जमी वा ऽ ड समाने
तदा ज्योतषि क्या करेगा लिखेगा
पडेगा हुवा बालका बादशाही करेगा

جوتش یوگ

اگر کرک کا برہسپت لگن میں چوتھے یا دسویں یا ساتویں ہو۔ تو جوتشی کیا سوچے گا کیا لکھے گا کیا پڑھے گا۔ لڑکا بڑا اقبالمند ہے۔ بادشاہی کرے گا۔

وشاردی کا دیہ سنگرہ۔ مطبوعہ ۱ یونیورسٹی پنجاب سنہ ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۸ پر جگن ناتھ جی کے حسین تحریر کا مختصر نوٹ دیا ہے جس سے مضمون مندرجہ صدر کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے۔ اسی میں سرکار مہاراجہ نیپال میں پنڈت جگن ناتھ جی کا شان و شوکت آنا جانا ظاہر کیا گیا اور یہ بھی درج ہوا ہے کہ پنڈت صاحب علوم سنسکرت کے علاوہ فارسی بھاشا میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے جوتش [illegible] سکے

مطالعہ فرمایا۔ آپ مہاراجہ جرل راج سوائی والئے جے پور اور خاص دربار شاہی تاجداران جہانگیر اور شاہ جہان نیز اورنگ زیب عالمگیر فرماں فرمائے ہندوستان کے عہدوں میں مملکت دہلی دربار میں پنڈت راج کا ادھکار یعنے خطاب حاصل کیا۔ پنڈت جی نے سنہ ۱۶۲۰ء میں دربار شاہی میں داخلہ پایا اور چالیس سال تک مسلسل کاموں میں عزت اور سرفرازی حاصل کرتے ۱۶۶۵ء میں حسب الطلب مہاراجہ نیپال بڑی شان سے ریٹائر ہوئے۔ اس لئے اس زمانے کے ایک مشہور و معروف پنڈت آپا جی دیکھشت جنہوں نے بہت سے گرنتھ تصنیف کئے ان میں سے ایک مشہور گرنتھ چتر میمانسا کا کھنڈن بھی کیا جو بعد عام ہوا۔ برہمن پنڈت راج جگن ناتھ جی بڑے مغرور اور نڈر تھے۔ اول تو یہ کانٹہ کیچ تو اپنی ذات سے ہی مغرور اور سخت مزاج آزاد گو برہمن مشہور رہیں مگر یہ بقول شخصے سونے پر سہاگہ یا ایک کریلہ دوسرے نیم چڑھا ایسے زمانے کا مشہور اور معرکی ہیلئے شاستر کا فاضل و مکمل پنڈت اور کھنڈن منڈن کا عامل و شائق اور مہاراجگان ذی الاقتدار کے درباروں کا مشہور کوی اور خاص شاہی دربار کا بڑا بھاری خطاب پنڈت راج پایا تھا۔ پھر اس کے غرور و نخوت کا ٹھکانا نہیں کیا ہے۔ جو کچھ اس کی نسبت کہا جائے قابل تسلیم ہے۔ اس کی دھرم پتنی کا نام بھامنی مشہور ہے اس کی یادگار میں بھامنی ولاس کے نام سے ایک مختصر تصنیف کیا ہے جس میں (۵) اشلوک ہیں۔ اس میں تحریریہ و عشقیہ مضامین کی کوتاہیں ہیں۔ بطور نمونہ کے دو اشلوک معہ ترجمہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

दिगन्ते श्रुयन्ते मद मलिन गण्डाः
करटिनः करिण्यः कारुण्यास्पद मसम

यदि लभ्यसे कदाचित
अवनीतलमेव साधु मन्ये
नवन्ती माधवनी विलासहेतुः

ترجمہ: اے زمین پر بھی اس [illegible] نازکی کے ساتھ ہم بیٹھے ہوں میں اس تمام دنیا کے اندر اس سے بڑھکر کوئی عیش و خوشی نہیں سمجھتا۔ مجھے یہ فرشی زمین باغ بہشت سے بھی بڑھکر عیش و خوشی دینے والا ہوگا۔

یہ اشلوک اس وقت کے کہے ہوئے ہیں [illegible] ان اشلوکوں سے [illegible] تاریخ موصوف کی ولادت اور اعلیٰ خیالی۔ بے غرضی اور آزادی واضح ہوتی ہے کیونکہ [illegible] جاتا ہے کہ اس کے والد کے [illegible] زمانہ میں بادشاہ کے دربار [illegible] آزاد [illegible] اورنگ زیب جیسے تمام متعصب مطلق العنان مسلمان بادشاہ کا [illegible] دلی پر [illegible]

یہ امر تحقیق طلب ہے کہ کیا واقعی پنڈت راج شاہ جہاں [illegible] جہانگیر اور اورنگ زیب بادشاہوں کے [illegible] رسالہ مذکورہ [illegible] درج ہے کہ ان کے دربار شاہی سے پنڈت راج کا خطاب ملا تھا۔ اور [illegible] لکھا گیا ہے کہ [illegible] میں [illegible] ۱۶۶۶ [illegible] تاریخ ہند میں جہانگیر بادشاہ کا [illegible] ۱۶۲۸ [illegible] بادشاہ شاہجہان [illegible] اورنگ زیب [illegible] ۱۶۵۸ [illegible] تخت نشین ہوئے تھے۔

پنڈت راج کی [illegible] (۱۳) [illegible] اندراج رسالہ [illegible] کیا گیا ہے [illegible] اشلوک [illegible]

دو سمہ یعنی سنسکرت اور فارسی میں اسلوک لکھے ہیں۔ انہی میں لکھا ہے کہ ایک مسلمان
عورت اس کی آشنا بھی جس کا نام **لوانگی** جسکے معنی نرم ملائمت جسم والی حسینہ کے ہیں
اسکے عشق میں اس کے تصنیف شدہ اشلوکوں سے دو اشلوک ملے ہیں۔ وہ ذیل میں
مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں مگر مؤلف کتاب مذکور آگے چلکر ایسا بھی لکھتا ہے کہ یہ پنڈت راج
موصوف کی نیک نامی کو دھبہ لگانے کیلئے اُن کے مخالفوں نے جھوٹی کہانی گھڑی ہے۔
چونکہ اشلوکوں کی بلند پروازی اور بندش و استعارے عجیب ہیں اور وہ معمولی دماغ سے
ادا نہیں ہو سکتے۔ خیال یہی ہے کہ یہ اشلوک پنڈت راج کی ہی نازک خیالی کا مادہ ہے
یہ لکھا جاتا ہے کہ جب یہ دربار شاہی سے ریٹائر ہوگئے ہیں جس کا ۱۶۶۵ء بتلایا گیا
ہے۔ وہ زمانہ تھا جب شاہ اورنگ زیب تخت دہلی پر حکمران تھا۔ اسلوک مذکورہ کی
عبارت ذیل ہے:-

नयाचे गजालिं नवा वाजि राजिं ।
न वित्तेषु चित्त मदीयं कदाचित
इयं सुस्तनी मस्त कन्यस्त कुम्भा
लवङ्गी कुरङ्गी दृगङ्गी करोतु

ترجمہ:- مجھے نہ ہاتھیوں کی قطار مطلوب ہے نہ کوتل گھوڑوں کی ضرورت نہ حکومت
کی خواہش ہے نہ حشمت و دولت کا خواہاں ہوں ہرگز کسی قیمتی شئے کا خیال نہیں
رکھتا ہاں ایک تمنا ہے کہ یہ لوح سیمیں والی نازک اندام و صراحی دار گردن والی نہایت ملیح
جسم والی آہو چشم والی (لونگی) پتلی کمر والی اگر ہے تو ہو تیا قسمت

यवनी नवनीत कोमलाङ्गी शयनीये

جلوۂ عالم کے کمالات و علم و فضل بھی میں اعلیٰ پیمانہ پر ممتاز و مشرف ہوتے رہا لحاظ سے ہر قوم و ملت پر رحمت خسروانہ جاری رہی بلکہ ذخائر تصانیف و تالیفات جمع ہوئے جن کا نام نامی صفحۂ تاریخ اور تذکرات ملکی میں نظام فلکی کی طرح تاباں و درخشاں ہیں۔ وہ **محمد جلال الدین اکبر** اور **شاہ جہان بادشاہ** ہیں۔ چونکہ وشاپن ، شاہنامہ اور تعمیرات عمارات کی عالمگیر یادگاریں زیادہ تر **شاہ جہان** کے دور حکومت میں ہی سر انجام ہوئیں۔ اسکے بارہ میں **شری گوسوامی تلسی داس** جی کی مشہور و معروف ۔ تذکرہ صحیفہ **شری رامائن** کی تصانیف مذکرہ بالا ان ہی کے دربار میں پنڈت راج کوی جگن ناتھ جی نے کیں۔ اور آخری تصنیف بہ شری تحفہ **گنگا لہری** ہم کو ملی ہے۔ **شاہ ایران** جو دنیا کے مسلمانوں کے بادشاہوں کا **شہنشاہ** اور **خلیفۂ وقت** کہا جاتا تھا۔ اس وقت یہ اہم سوال پیدا ہو گیا تھا کہ شاہ جہان نے اپنا نام و لقب شاہ جہان جسکے معنی تمام دنیا کا بادشاہ ہے کس لحاظ سے رکھا ہے وہ زیادہ سے زیادہ **شاہِ ہند** کے نام سے منسوب ہو سکتا ہے جس کا جواب دربار شاہ موصوف سے یہ دیا گیا تھا کہ اعداد معروفہ بروئے **ابجد** جو لفظ جہان سے پیدا ہوتے ہیں وہ ہی لفظ ہند سے ہویدا ہیں۔ اسلئے شاہ ہند کی بجائے اگر شاہ جہان قائم کیا گیا تو غیر موزوں اور نامناسب نہیں۔

نوٹ۔

ہند	جہان
ہ - ن - د	ج - ہ - ا - ن
۵ + ۵ + ۴	۳ + ۵ + ۱ + ۵

اس جواب کے ساتھ بہت دلاویز اور دلچسپ عجیب و غریب دلفریب اور حیرت انگیز تحائف بھی خلیفۂ وقت کے دربار میں بھیجے گئے۔ علاوہ ان کے ایک کھیل **شطرنج** بھی بھیجا گیا جس کا موجد یہ **جگن ناتھ** پنڈت راج بتلایا گیا ہے۔ ثبوت کہ کیا شطرنج ہند کا ایجاد ہے؟ بہاشا دانی اور دیانتی تسلیم ہے کہ لفظ **سنسکرت**

جامعوں میں تعلیم کیلئے رکھی گئی ہے اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہے۔

پنڈت راج کی مشہور مصنفہ گرنتھ

امرت لہری[1]۔ اسف ولاس[2]۔ کرونا لہری[3]۔ چترمیمانسا[4] کھنڈن۔ جگت ابھرن[5]۔ اودھرنا کالانیہ[6]
سوبھنش لہری[7]۔ پران ابھرن کا ڈیہ۔ بھامنی ولاس[8]۔ منورما کاوید[9]۔ جمنا لہری[10]۔ لکشمی لہری[11]
سدھا لہری[12]۔ رس گنگا دھر[13]

شری گنگا لہری۔ ان میں درج نہیں ہے۔ یہ آپ کی آخری تصنیف ہے۔ اس میں
۵۳ اشلوک ہیں شروع سے ۴۹ اشلوک لو سکھرنی چھند ہیں۔ ۵۰ اور ۵۱ اشلوک
سنادرول چھندوں میں ۵۲ اور ۵۳ دیگر متفرق چھندوں میں اس کاویہ سے پنڈت
راج کی اعلےٰ خیالات اور طبیعت داری عجیب جدت طرز بیان معلوم ہوتی رسیلے الفاظ کی
موزونیت نہایت زبان حسن و بلاغت ثابت کرتی ہے۔ اور اسکے آراء اور خیالات
اور عقیدت دلی اور مستقل مزاجی سابقہ زندگی کے حالات پر پوری روشنی ڈالتی ہے
جس قدر مکمل و جامع برکت و عظمت اس کاویہ میں شری گنگا ماتا کی بیان ہوئی ہے
وہ کسی سنسکرت یا بھاشا کی یا اردو شاعر نے نہیں لکھی اس کا سبب جو
زبان زد خلائق ہے وہ درج کرتا ہوں یعنی یہ کہ اسمیں بڑے رنگین اور دلچسپ پیرایہ میں عمری
ہر دور میں عام لوگوں کی زبانی بھی سُنے مگر تحریری سند نہیں مل سکی اور یہی پنڈت راج
کا آخری زمانہ حیات ہے۔

زمانِ حکومت شاہانِ مغلیہ میں ہند کے اندر دو بادشاہوں کا زمانہ نہایت
قابلِ تعریف مانا گیا ہے۔ جس کے دورانِ حکومت میں ہر مذہب و ملت کو آزادی اور
خوشی اعزاز و افتخار شاہی حاصل رہی ہر علم و فن کے ماہران و فاضلان کی قدر افزائی
ہوئی ہر طرح کے قانونی۔ اصولی۔ مذہبی۔ درسی۔ تمدنی۔ اخلاقی علوم کا اجتماع ہوا اور

سے سرفراز کئے جائیں۔ بادشاہ نے جیسا ہی لائق اور با جوہر عطا امر تسلیم فرمایا
حقارت سے دیکھا اور بار بار اصرار فرمایا کہ آپ کچھ قیمتی جواہرات مانگیں۔ اپنے فضل
و طلب سے میرے مال و ملک میں فرق پڑتا ہے۔ مگر باوجود ایسے مطالبہ پر
ہی اصرار رکھا۔ آخر حسب حساب، شمار تعداد پیادل یا کوڑیاں حد حساب سے باہر
نکلیں۔ اور ان کی قیمت کی ادائیگی میں خزانہ شاہی خالی ہو کر لوٹا جاتا تھا۔ اس
پر بادشاہ پر حیرت و مسرت طاری ہوئی۔ موصوف کو خلوت میں طلب فرما کر پوچھا
کہ یہ مسئلہ انوکھا ہے حل کریں جس پر پنڈت راج نے بھامنی ولاس کی رچنا کی
اور پانی پینے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ اس وقت علیحدہ سلامت حضوری میں تھے۔
حرم سے پانی طلب فرمایا۔ اندرون سے ایک دلفریب نوخیز ۱۶ سالہ لڑکی مع ساغر و
صراحی آئی۔ جسکو دیکھکر پنڈت صاحب سراپا جان سے عاشق ہو گئے۔ دل نقد
مایہ ایمان کھو بیٹھے اور وہ دو اشلوک بول اٹھے جو آج تک (بھامنی ولاس
کاریہ سنگرہ) میں درج ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس لاجواب دلنوازی پر شاہ نے اکبر خوبصورت
حسین اور بے بدل سنسکرت شعر کا صلہ اور شاہ ہند کے حضور میں یہ زبانی جو بخشش
رد کرنا شایان شاہی ہے بعد اصرار فرما کر قبول فرمائی۔ وہ دلربا نازنین اور ابھی پنڈت
راج کی یہ ملاحت حسن پر دل وجان سے فریفتہ ہو چکی تھی۔ دونوں کا
ایجاب قبول ہو گیا۔ حاصل کلام کامیابی اور ضرب سکہ ساہو مع دیگر تحفہ اور
حقیران ہمہ واپس دہلی آ گئے۔

یہ معاملہ تمام ہندوؤں میں پیش کیا جس پر برہمنان اور ان کے قومی ممبروں نے
پنڈت جی کو جھڑک دیا۔ اور قطع تعلق کر کے طرح طرح کے اتہام و الزام لگائے گئے
جس پر انہوں نے بھامنی ولاس کے یہ مضمون گو بہ آزاد کلام و اشلوکوں کی تصنیف
فرمائے۔ اسکے بعد اورنگ زیب عالمگیر کا دور دورہ ہوا۔ شاہ جہاں سرہند میں اور

کا ہے کسی اور زبان کا نہیں۔ ہشت تا کے معنی سو (صد) رنج (رنج و
خوشی) یعنی اصطلاح میں مطلب اس سے یہ ہے کہ اس کھیل میں سینکڑوں اشخاص
کا رنج اور خوشی کی ہے۔ علاوہ ازیں شطرنج کے ۶۴ خانوں میں علم ریاضی کے رموز
اور فلسفے، جنگی چالیں کھیلتے وقت معیّن ہیں۔ مگر نمایاں تر یہ ہے کہ ۔۔۔ کے ایک نقشہ
پر اپنا میدان جنگ نظر کیا گیا ہے۔ دو فوجوں کا مقابلہ جس میں پیادہ، ہاتھی
اور ساہ رخ، زبردست اسب و فرزیں جمعیت کے ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہو کر
بالآخر بادشاہ کو دبا کر کے پر کھیل کا خاتمہ ہونا ہے۔ اور دلچسپی کی یہ حالت ہے کہ
کھیلنے والے طرفین سے ہزاروں جمع ہو جاتے ہیں سب کو ایسی دلفریب حالت میں مست
کر لیا ہے۔ دنیا دیکھا کہ غم والے کو اپنا کے طاق رکھ کر کھیل میں مشغول و مصروف
ہو جاتے ہیں۔ فتح سے کبھی سیر اور شکست سے ملال نہیں ہوتا۔ شکست یہ ایسی دھن میں ہیں
ہوتا ہے تو نقشہ فتح و شکست کا ایک مرتبہ آتا ہے وہ دوبارہ نگاہ سے نہیں گذرتا
تھا سب کے خیال سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ کھیل بادشاہ ایران کے سامنے عمل
میں لا کر دکھلایا گیا تو خلیفہ نہایت متعجب و محظوظ ہوئے۔ فرمایا اگرچہ ہم اس
تحفہ کے عوض میں کوئی قیمتی شے مناسب نہیں سمجھتے تاہم میں موجد مذکور کو
اس کے منہ مانگا انعام دینا چاہتا ہوں۔ اس پر موجد شطرنج نے بلا انکار کے
یہ عرض کیا کہ اگر بادشاہ سلامت کچھ عطا فرمانا ہی چاہتے ہیں تو حساب
ذیل سے محض چاول یا گندم کے دانے میں بطور تبرک لینے کا ۔۔۔ لے جاؤں گا۔
حساب ذیل پر مطالبہ کیا تھا

کہ جس قدر خانے بساط شطرنج کے ہیں ان کی تعداد برابر چاولوں یا گندم سے بطریق
ذیل کی جاوے یعنی خانہ اول میں ایک دوسرے میں ۲۔ تیسرے میں ۴ چوتھے میں
۸۔ پانچویں میں ۱۶، چھٹے میں ۳۲ ۔ ۶۴ جا بجا اسی طرح دیگر دو گنا تعداد

کرملی میں شانت ہوگئی۔ یہ آخری تصنیف اُن کی دُنیا میں آج تک اُن کی یادگار ہے جس کا پاٹھ بھگتی اور مکتی بخشتا ہے اس کا مکمل تذکرہ اس خاکسار نے اپنی دوسری تالیف میں کر دیا ہے۔

دروغ برگردنِ راوی

جیسا سنا ویسا لکھ دیا۔ اب آپ اس استوتی کے ۵۲ اشلوکوں کا اردو ترجمہ ۵۲ بندوں میں یہاں ملاحظہ فرماویں۔ فروگزاشت و غلطی کو نظر انداز کر کے شری گنگا ماتا کی عظمت کو ملحوظ فرماتے ہوئے اسکو پڑھیں اور میری عقیدت اور شردھا پر نگاہ اور کا صلہ بہ توجہ مبذول فرما کر دعا کریں کہ شری گنگا ماتا اس گنہگار آتما رام کا بھی انجام بخیر فرماوے۔

شری گنگا کی جے ہووے

اے ماتا گنگا اے بحرِ رحمت زمین کو تجھ سے ہے رسا و زینت
تو شیو کی لیلا کی ہے کرامت ہے بیروز عالم کی شان و شوکت
ہے وید چاروں کا ایک تت ست تو دیوتاؤں کی حلیہ حشمت
ہے تیرا جل پاک اتر پونز ہمارے پاپوں کا ناش کر دے
وہ تیری مرحمت جو دور کرتی ہیں دشمنوں سے ہی دکھ و درد
ہیں پاپ جو کہ ہاک کرنی گناہ و کبیرہ سے بھی سراسر
سے دور دی کا پیٹر جڑ سے اکھاڑنے میں ہے گپت منتر
وہ جل کا پرواہ تیرا ماتا جہان کی لہریں پلے بھر دے

قدرداں شہریار کی بلا میں پڑ گیا۔ مشہور اور نامور عالم اور اہل علم جو دیگر مذاہب
کے بیچ تھے۔ اُن کو زبردستی مسلمان بنانے کی تجاویز جاری ہوئیں۔ پنڈت راج پر بھی
مسلمانی سے محبت و تعشق کا الزام قائم ہو کر بنظر منافرت و عصبیت ڈالی جا کر
مسلمان دائرہ میں آنے کی تحریکیں شروع ہوئیں۔ اسی اثنا میں خواہ امداد غیبی خیال
کیا جاوے یا پنڈت راج کی پالیسی کہ مہاراجہ نیپال کا قاصد پنڈت راج کی طلبی کے
لیے دربار میں آ دھمکا۔ طوعاً و کرہاً شاہ اورنگ زیب کو پنڈت راج کی روانگی لازم
آئی۔ چنانچہ پنڈت راج دربار مہاراجہ نیپال میں تشریف لے گئے۔ بارہا دہلی دربار سے
اُن کی واپسی کا مطالبہ ہوا۔ مگر مہاراجہ نیپال کی جانب سے انکار رہا چنانچہ اشلوک
میں ایسے انکار کے اشارے بھی دئے گئے ہیں۔ آخر وطن مالوف کی محبت نے جوش
تقاضا کیا۔ وہ بنارس میں واپس آ گئے۔ اشلوک نمبر ۴۶ گنگا لہری میں اس کا ذکر آیا ہے
جس سے اس بیان کی بخوبی تائید ہوتی ہے۔ مگر عہد کے نا عاقبت اندیش ہنود اور
برہمنوں کی دل آزاری اور نفرت جاری رہی۔ اسی اثنا میں لونگی کا انتقال ہو گیا۔ پنڈت
راج کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی۔ برہمنوں اور حاسد ذاتی نے شور مچایا کہ پنڈت راج
لونگی کو حسب رواج اسلام دفن کرے اور اتفاق کر لیا کہ کوئی اس کے جنازہ کے ساتھ نہ
جائے۔ پنڈت راج کا عقیدہ شری گنگا جی پر پختہ اور مستقل تھا۔ ایسی مخالفت اور
مصیبت میں سب طرف سے آنکھیں پھیر کر سب دیوتاؤں اور پنڈتوں و فلاسفیوں پر
نفرین کرتا ہوا اپنی محبوبہ کی نعش کو اپنی پیٹھ پر لاد کر شری ماتا کے متبرک کنارے پر
آیا۔ اور دل سوز جگر دوز لہجہ میں گنگا لہری کا پاٹھ شروع فرمایا یہ مشہور ہے کہ ایک
اشلوک کی ادائیگی پر شری گنگا ماتا کا پرواہ ایک سیڑھی چڑھ آتا تھا آخر ۵۲ ویں اشلوک
یعنی استوتر کے خاتمہ پر پوری ۵۲ پوڑیوں پانی کی طغیانی آئی اور شری ماتا جگت پاون
گنگا ماتا اپنی پورن شکل میں پرگٹ ہوئیں۔ اور پنڈت راج اور اُن کی محبوبہ کو دونوں ہاتھ پسار

ہوتے ہیں گنگا کا لب یہ منبرے ہے دل کی تسکین جن کو منظور

زباں پہ آئے سخن جس کے اک دم ہو سارے باطن کا منبع سرور دل

جو سینے میں بھی ہے اسکو دکھاتا جو دل کو آرام بخشتا ہے

شگفتگی کرتے ہیں کنارے جو سبزہ و شاداب ہیں خیاباں

وہ اندر باہر اور سو ذرے کے بھی کھلتے ہیں سبھی ساری خوشیاں

حیات اور موت کے خدشات تم تو ہے کنارے کی ہے یہی سماں

وہ میسر ہے رنج و الم کا عالم فنا و مفقود دم میں کر دے

بہیں بہتا نہیں سنگ واقف دو کنارے اک تو ہے مانند گنگا

جسے ہیں بہا وہم و گماں سے بہتا ہے دل کی تاریکی دور کرنا

بہانے خود تمام اور دائم یہ شکل و صورت میں ہے سمجھا

تو پھر بہا گیرتی سنگر جا شکل پانی سما رہی ہے

یہ جیون کنارے کا ہمالیہ سے دو عالم کے اصل مانا

جو داں اور دساں تک انتہا سے بھی مشہور ہیں بہے آئے

وہ سہارے عالم کو بخشتی ہے نو ایک نگاہ کرم سے مانا

بتا تو ہی اب نظیر تیری جہاں میں کوئی کہاں سے لائے

جسے جو کہ سنسار کا ہے سارا جہاں کے رنج و الم کا منظر

ہو کیوں نہ ثروت و مراد اسکی نگاہ لطف وسیع ہے کیسر

بھلا ہے تاب و مجال کس کی بیاں کرے تیرے وصف سرور

تبھی تو گوراں کی ضد پہ بھی تھیں بچے شیو جی کے چلے

وہ پاپ جن سے کو تیرہ دل ہی ہیں کھاتے غیرت جیا کریے نفرت

ہیں سنگدل جن سے لیلہ کئی ہیں جن سے ظالم بھی ہو گئے دوست

یہ جل مئی ہے جو تیرا سوروپ ہے اور رکھ کی گویا مورت سا
ہیں دیوتا کرتے جس کی خدمت دل کی کرنی فنا و کدورت
ہے نام نامی ہیں جس کے برکت کہ بہرہ ور دل ہوں بہر طلعت
وہ دور کر کے سیاہی دل کی ہمارے سارے ہی پاپ ہر لے
فقط سروپ ہے یہ تیرے ماتا بتا رہے ہیں ششٹر اور پران
یوں دیوتاؤں کی سرسوتی گنگیا ہے جیسے طور میں سب پران
کمال مسکین ہو گر تعامل دیا ہے بھاگیرتی جی آمال
بتا دو روتوں ہیں کس کے لیے گئے جو لاڈ سے مجھ کو گود میں لے
اے ماتا تیرے مقدم ساحل [illegible] ہیں [illegible] سجتے
ہیں سیہ مجنوں سے منقش ولی سارا ہی آپ حسنات سجتے
جو پوچھو اس میں سے کیا مسرت، کپش یہ پر بھی ہیں سجتے
ہے دل میں آنکھ یہی تمنا کہ بیٹھ تیرے کنارے
وہ لہریں تیری ملے ماتا گنگا جو شیو کے سر پہ ہیں [illegible] چنچل
طلوع شمشی سے جگمگاتی ہے ستونیا واہ کی سی [illegible] چنچل
آدماں کی ترچھی نگاہ پڑی ہے قدر [illegible] چنچل
وہ موج دل سے ہمارے پاپوں کا خوف سارا ہی دور کر دے
وہ راشیاں جن کے جسم اطہر ہیں [illegible] شفا سے منظر
سویرے اٹھ اٹھ کے تیرے جل سے نہا رہے ہوتے ہیں [illegible]
وہ آبجو جیت کا مشک ہے وہ ہیں دیوتاؤں کے [illegible]
وہ سب ہواؤں میں [illegible] خوبصورت سے باغ جنت میں [illegible]
اے میری ماتا ہے یہ تمنا کم [illegible] دم [illegible]

یہ تیرا جل ہے دیا کو ماتا ہمیں گناہوں سے پاک کردے
میں اہل بیتوں کے پیچھے پیچھے لگا ہیں دولت کے پیچھے جو مغرور
بگولہ ہوکر پھرا ہوں بھاگا مگر ہوا ہے وسیل و مستند
رہا بھٹکتا ۔ سے جل جل اب آخری دم پہ ہو کے مجبور
ہے لی فقط پناہ تیری ہو میرا مرنا تیرے کنارے
ہوا سے تیری یہ لہریں چنچل کنول کو جھومر ہیں لا رہی ہیں
ہے ان کے عکسوں سے کیسری جل کہ جس میں سُر تریا نہا رہی ہیں
اور کیسری جل کو استھوں سے وہ منبر یہ بر سا رہی ہیں
یہ جال بھو بسند ہو میرا ماتا وہ جل پرواہ توڑ دیوے
ہر تیری نہانے کیوں لد جاتا مگر یہ تینوں لوکوں میں ہمیشہ ماتا
ہے چرن سنمکا کا تیرا تیرتھ جٹائیں شیو جی کی تیرا واسا
ہے پاپ دھونا گنگا یہ بخشنا یہ میرا ہے پار راست دن کا
ہے پھر عجب کیا کہ ہم سے پتیتوں کا ہر طرح سے ادھار کردے
وہ کون سی ہے ندی جھیلا کی جو شیو کے سر پہ ہو جم کے بیٹھی
یا لکشمی پت کے چرن کنولوں کو اپنے پانی سے ہو جو دھوتی
ہے تینوں لوکوں میں ایک بستی نہیں تمہاری مثال جس کی
بھلا پھر اپکار ہیں تیرے ماتا کوئی جہاں میں کہاں سے لادے
ہے ذات اعلیٰ تیری اے ماتا جہاں میں سب نعمتوں کی مخزن
لگائیں ہر دم دھیان یہ ہما ہوں یقین جی شیش جی پہ ساکن
کریں ہمیشہ جو تیرتھ شیو جی عبث ہیں اپنا دان بگیہ دسہرن
ہے ایک تو جاتی جگت میں تو کیا تردد ہے فکر کیا ہے

تو ایسے کا کھول ہی یا چیوں کو ہو بخشتی روز بجسر رحمت
نہیں پہنچتی ہو گو اکیلی یہ ہے کے تیرے ہیں اُدشیہ بچیتے
تو سا کنا اپنا ذمیں کی خاطر جو ستوک ہرنے کو آئی ماتا
تو سو رگ سے اُتری لقش یہ سبھا کی گھڑی میں سنو سنے ملا دھا
جگت تیاگی بھی لوگوں کو تو جداس سے ہوا ہے پیدا
پھنسے ہیں خود بند حصتوں میں آ کر وہ گیان دیا آپ چھوڑ کے
جہاں میں ہیں بھرے گو نگے مور کھ ختم کے اندھے ہیں لولے لنگڑے
دکھی مصائب میں پاپ سے یہ سبب میں ٹھوستا ہیں جو ہیں ڈکڑے
ہیں ہے جسکو پناہ اصلا ہیں دبتا کرا سے بھی جو بگڑے
پناہ اُن کی تو ہی ہے ماتا علاج اُن کا تیرے کنارے
عجیب و صفوں کی تو ہے حامل کمال خیر ہیں وہ اک ہے جل
ہیں تکا کے دونوں جہاں میں جس ہر اک طرح ہے جہاں کے فاصل
سنگر کے وہ سا ٹھ ہزار بیٹے گھوں کا کرتے ہیں گمان پر جل
سدا ہے بیکنٹھ دھام جن کا خوشی سے پھولے نہیں سماتے
ہیں دیوی یا ہے چھوٹے چھوٹے ہیں جو کہ جھٹ پٹ ہی صداقت ہوئے
کچھ ایسے بھی ہیں دلی ارادے جو دل کے افسوس سے ہیں کھولے
ہیں اگرچہ تیر تھو بہت سے ایسے جو پاپ معمولی کو ہیں دھوتے
مگر جو بھول پاپ سے بڑے ہیں تو ان کے کھولنے کو جانتی ہے
یہہ تیرہ جل مورتی جہاں میں سب اچھے کاموں کی ماں ہے دائم
یہ ہے سب تیرتھوں میں نانک ہے ہر سہ جگی جامعہ ملایم
ہے یہہ تو فوں کو پھل دیتی ہیں جس سے آنند دونوں عالم

مجھے ہے کہاں لیاقت ماتا کہ میرا فکر کر کو کس سکے

تو صفات کر سکے کو [illegible] وہ سب ہوتی ہے شمار [illegible]

یہ زیرِ بارِ گناہ خسرو کیا تیرے وصفوں کا بیان کرے

تو ماتا مدت سے [illegible] کر رہی ہے وہ [illegible] پالتی

کہ جھکے بالوں کو دور کر رہے ہیں [illegible] جہاں میں باقی

میں آیا [illegible] ماتا [illegible] ہو تیری [illegible]

ہوا ہے تجھ سا نہ پہلے پالی نہ جگ میں آئندہ کوئی ہووے

اے ماتا مجھ کو حسرت رہ گئی کہ [illegible] پاس [illegible]

رہا ہے [illegible] کا [illegible] بیٹا [illegible]

ہے کون ماتا [illegible] تیرے [illegible] کا وہ [illegible]

سوائے ماتا کہ کون جگ میں جو روسیاہ بیٹے کا مونہہ چومے

وہ [illegible]

[illegible] دلکش پیاری [illegible] کے [illegible]

وہ [illegible]

اِدھر منور ہے چال تیری اُدھر صدا ہے کہ دل ربا ہے

جہاں [illegible]

وہ پانی [illegible]

[illegible]

جہاں پہ تو پاس [illegible] ہے جہاں پانی بھی [illegible] رنگ میں ہی [illegible]

وہ [illegible]

وہ [illegible]

میں سمجھی تو ہے پیاری ماتا میں بھولا بھٹکا تو راہبر ہے

میں آیا ، بھٹک مرض دوا تو میں خستہ حال ہوں تو امر ہے

بحال ابتر ہوں تیرے در پہ ٹھکانا مجھ کو نہ بجز در ہے

میں شرناگت تو ہے شرن داتا شرن میں لوک وہ کیسے جو تجھکو بھیاد ہے

اے ماتا جب سے جگت میں اتری آدھی ہیں پرکاش تسبیم نازل

جو پاپ ہو بیچ پر تو رحم پڑی کی ہوئی ہے بیڑا پار زائل

جہاں نہیں ہے تیری کہانی ہیں جو دوست دل پہ ہیں پل

وہ لوگ جن پہ ہے تیری رحمت ہیں تو تاوش سے پڑھ کے بیٹھے

ہوائی جھونکوں سے لہریں چنچل ہیں کرتی اتشاں تیر ہر سو

وہ چمکتیں آب حیات کی جو تیرا ہر چڑھی ہیں تیر سو

چڑھی ہیں شعلے غضب کی لہریں جسکے تب سے بھی گرم تر لو

تو ایسے جھونکوں سے یہ حرارت ہمارے لوگوں کی دور کر دے

اے ماتا شیو کا جو ہے جٹا جن سے جو وہ کیفیوں کا ایک عالم

ہیں گیند کی طرح چاروں طرفیں جہاں سے حل کا اُٹھا طلاطم

وہ جبیں ہے آب حیات عالم ہے شیو کے سر کا سنگار سالم

یہ تیرے پانی کی لہریں روانی ہمارے پاپوں کو کیا بہا دے ہے

ہیں جن سے تیر منظور سامنے تیر تو ہی پاپ ماتا میرے وہ پل

ہیں شیو جی کا نور سے ہاتھ دھو کے دور بہاتے ان کا مشکل

گلے لگا کر پیار کرکے ہیں سیدا اور اعتبار کرتی کامل

غرور سارا ہی تیری لہروں اور دیوتوں کا اس نے مٹا دیا ہے

ہیں ایسے بالوں کا ڈھیر ہو اک کہ جس سے جھنڈا لگی ہی ہیں لپٹے

وہ پھول خنداں اور اُن کی خوشبو خوشی و آنند ہم کو بخشے

ہے کوئی اُدکار جگت کا عامل کوئی سدھار ہے ٹوک پہ لوک

مگر جگن ناتھ تیرا سیوک جہاں کے سارے روگ اور شوک

تجھی پہ رکھتا ہے بار اپنا ہے سوتا بے کھٹکے اور بے روک

ہے شاد و خورم جہاں میں ہر دم ملے بات گنگا تیرے بھروسے

ادھم پکھنڈی دلیل در دلیل کے بادلے پہ ہے یہ ہم بیرا

ادھر مرا دل بھی پاپ کرنے میں لگ رہا ہے بہت گھنیرا

تم سے چھپتی ہے ایسی حالت ادھر نہیں مٹتا دل بھی میرا

نہیں کسی سے کبھی ترک ہوتا سو بھاؤ دل میں جو بس گیا ہے

یہ حضرت عالم کو ناچ شیو کا اثر ہے لہروں پہ تیرے رکھتا

یہ چال لہروں کی تال دلکش ہے چھپا گویا ناز دوں کا

ہے شور و غل وحر دیر کندرا صدائے جوش کن ہے مجتنا ڈنکا

یہ ناچ تیرا ہمارے پاپوں کو زیر پا دم بدم مسل دے

ہے ذات والا پہ جو بھروسہ کر موکشن پہ تجھ سے ہی ملے گا

مجھے ماں حال ترک کردو تو عرض سچ ہے یہ میری ماتا

جگت کو ہے جو بھروسہ تجھ پہ کہ تو ہی تینوں کا ہے سہارا

وہ آس لطف و کرم کی تیری دلوں سے اٹھ جائے گی جہاں سے

اے میوں لوگوں کی گت ماتا ہیں بعض سیوا میں دیوتا کے

ہیں بعض جگت دھرم کے قائل ہیں بعض جیو طرح لوگ پچتے

مگر ملی جلتا ہوں نام تیرا اسی میں ہے دل لگی سدا سے

اب اسے دیا لو حقیقی ماتا سدا مجھے گود میں بٹھا لے

مرے جو آخر تیرے کنارے وہ دیوتوں سے بھی بڑھ کے قابل
وہاں پہ جاتا ہے جس جگہ پر ہیں بشنو اور رنگیہ کر نیولے
ہوا جو پاپ گناہوں سے آزاد اس کے خوشی سے ناز و مستی
فراق مارے دلوں کی جانوں کو لے رہی ہے یہ صبر و سختی
یہی ہوا در اہ راہ جس دم ہے تیری لہروں سے آ کے ملتی
تو تینوں لوکوں کو پاک کرتی ہے جو تجھے امرت کشتی ہے
ہے تیرو جی شکل اور ہتگی شری بھوانی جی پہ زالفت
شتاب اُن کی اُچھل اُچھل کر تو مانگ سر کی ہے کرتی خدمت
تمہیں ہیں مشتاق ہیں یا کہ سب جو جھلے آنکھوں میں ڈالنے کی نگہ
میں تیری لہروں کی سرکشی کی سدا مناتا ہوں ماتا جی
وہی ہیں آئے تیرے کنارے کہ جو گناہوں سے ہیں لبالب
ہے ان کے دل میں یقین کامل تو دور ہی کر دے گی خواہشیں سب
مجھے قسم تیری شردھی جی کہ قدرتی ہے تجھ ہی سے مطلب
بسی ہے دل میں تیری ہی مورت سدا ہے چرنوں میں سر یہ تیرے
جو پاک ستی ہے تیری ماتا ملک سے صاف ہے پاک کرتی
مثالِ خورشید دور کرتی ہے تیرہ بختی سیاہی دل کی
ہے کھوتی اگیان اور دیتی دوا۔ نشان بدبختی ہے مٹاتی
وہ میرے رنج و غم و الم کے نشان دل سے سبھی مٹا دے
تیرے کنارے کی پھلواڑی ہے کھلا کر کے اُن پہ ہنسنی
جو سبزہ و کونج سے اپنے گھر میں ہیں شاد و فرحاں یہ ناز و مستی
ہیں پھول جس کی مہک نادر بھنور سے دل کا لے ڈک کرتی

پھر آئی باری جو آپنے آپسے کی مدتوں کی لطرتم یہ مسکرا کر
کہ ان کے قبضہ میں آپ آویں تو آپ لہراتے سر کے اوپر
وہ نو گھٹا کا عجیب پالن مجھے سراسر پوتر کردے

"بھجنگ پریات چھند"

وہ گنگ ماتا جو شیو کے ماتھے کی شان و شوکت ہے زیب و زینت
ہیں خوشنما موج لہریں جس کی لطیف و اطہر پڑ ار لطافت
وہ موج الطف بہ حسن و خوبی گنہ سراسر ہمارے ہر لے

"انشٹپ چھند"

جگن ناتھ پنڈت ہیں کویوں میں سرور
لکھا گنگا لہری کا استوتر برتر
بشوق دلی گائے جو اس کو از بر
دو عالم کے درجے اسے ہوں میسر

اتی شری یت پنڈت راج جگن ناتھ کرت شری گنگا لہری سمپورنم شبھ بھنگ
۲۰ ہاڑ سمت ۱۹۹۷ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۴۰ء
تسیحر بار مقام پٹیالہ

اے شرو صفی اب کمر کو کس کے ہو جلد تیار بہر شفقت

سجاؤ سائیوں سے اپنی گردن ہو چاند بالا کا ماتھ عزت

کرو نہ نفرت نہ بیر سیکھو ہے یہ پاٹھن بتا بھتو پر نہ غیرت

اب اس کے بیہودگا ہے موقعہ یہی تو اودھار کا سماں ہے

ہے بصد ماہ سہر جیانی کا کنٹ مرتیں یہ خرق تو سمبا

سموسے امرت سنگھ کسول اور ایسے و جو چاروں کریں سمجھا

یہ منظر امر سے الباس [illegible] سواری ہیں ہے مگر مجسا

ہے اُن سے قائم حیات دائم جو آپ کا لیوں میں دھیان کرتے

جو مت نہ مشکل حسین رخ سے بہار امرت بہا رہا ہے

کہ جس سے دنیا کے ہونے ہیو کول ہو تازگی آ رہی ہے

جو کیا ہی سے [illegible] کی منقل سے دل کی سبھا [illegible] ہے

وہ بھارت سنتوں کی گنگا ہمارے آنند کو بڑھائے

"شاردول چھند"

تہاں وہ سطرت آ تا یہ کیا ہے [illegible] مار آگ ذرہ کے

وہ [illegible] [illegible] اثر [illegible] شاہد اور [illegible] ہو گئے ہے

ہیں [illegible] دور ہے [illegible] آگ لگے [illegible] ستگار دار [illegible]

تو ایسی لہر [illegible] سے سوگ [illegible] کے جل [illegible]

وہ کالی ناگفن کی چپلت لہریں تھمیں تا پاپ بیرا دور کرتے

ہو [illegible] شیو سے تو بیٹھ گر جا سارے [illegible] تمام [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا سے [illegible]

اس تذکرہ میں مَیں نے جنگِ مہابھارت سے بعد کے حالات کو ناظرین کے مطالعہ میں لایا ہے۔ اس سے پہلے حالات اربوں برسوں کے ہیں اور وہ مذکورہ بالا کتاب کی اجلادوں میں بالتفصیل درج ہیں۔ یہاں اُن کا اظہار غیر ضروری ہے

پُرانی دُنیا (۱) ایشیا (۲) یورپ (۳) افریقہ۔ **نئی دُنیا** (۱) شمالی (۲) جنوبی امریکہ (۳) آسٹریلیا میں اقوام ذیل پھیلی ہوئی ہیں۔

(۱) ایشیا و افریقہ کے مشہور ممالک و دیار میں **حضرت محمد صلعم علیہ السلام** کا نور پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے معتقد و پیرو **مسلم** کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ خواہ وہ ذاتی تقسیم جدا ہیں مگر سب کا اتفاق رسالت حضرت محمد پر ہے۔ کلام محمد (**قرآن شریف**) پر سب کا ایمان ہے جس کا ۱۳۶۲ سنہ اس وقت ہے۔ اس طبقے کے حالات جلد نمبر ۹ ممالک عرب مذہب اسلام میں مذکور ہیں۔

(۲) یورپ امریکہ آسٹریلیا کے عظیم طبقوں میں روحانی نور روح القدس **حضرت عیسےٰ علیہ السلام** کے ظہور کے بعد اخلاق و تمدن کا رواج ہوا۔ تاریخ **انگلستان** کے مورخین ان کے اصول پھیلنے سے پہلے کے حالات جاہلانہ وحشیانہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہ خلقت جو آپ کے مبارک جسم و کلام پر ایمان و عقیدہ رکھتی ہے **عیسائی** کہلاتی ہے۔ ان کی متبرک کتاب **بائبل** ہے۔ آپ کا ظہور سن ۱۹۴۳ سنہ شمار ہو رہا ہے۔

(۳) **یہود**۔ ایشیا یورپ۔ دیگر حصص عالم میں موجود ہیں۔ جن کو روحانی مکاشفات **حضرت داؤد علیہ السلام و موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام** سے میسر آئے۔ یونانی سنہ ۲۷۴۶ مصری سنہ ۲۷۵۸۲۹ لکھا جاتا ہے مگر مورخین اسلام حضرت موسےٰ کا ظہور سنہ ۲۲۲۲ اور حضرت داؤد کی نبوی سنہ ۱۵۸۶ قبل از حضرت محمد علیہ السلام بتلاتے ہیں۔ ہر دو رسولان مقبولان کا ذکر قرآن مجید میں جا بجا آتا ہے الہامی

ॐ

मराज्य ॥ صلح کل۔ عادل یا دل شخصی سُراج

स्व: राज ॥ اصلاح وفلاح حکومت ملک قوم کے سوراج

را بادیان۔ فلاسفران جماعت کی — یعنی

جمہوری حکومت — شخصی وجمہوری حکومت

دیباچہ

یاد داشت۔ کتاب کون ومکان یا بحرِ عرفاں کے اس حصّے میں شخصی اور جمہوری حکومت پر بحث کی جاوے گی اور راجگان و حکمرانان سلطنت اور گورنران وشاہان حالت کا صریح مقابلہ دکھلایا جاوے گا۔ نیز فلاسفران۔ ریفارمراں سابقہ لیڈران ملک وقوم حالیہ کے حالات وخیالات کے تذکرات بیان میں آئینگے اس مضموں کا سلسلہ نہایت دلچسپ اور مطلب خیز ہے۔ موجودہ زمانہ میں اس کا تذکرہ نہایت مفید اور ضروری ہے۔

ہر قوم وملّت کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ خدائے لایزال دیرہم اودنیا ہستی) کی روحانی رکاب کا نزول وظہور ان پاک ومتبرّہ ہستیوں کے ذاتی کشف وکرامات پر منحصر ہے۔ جن کو اوتار۔ پیغمبر۔ رسول۔ ہادی۔ قطب۔ بھگت۔ مہاتما وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہر طبقہ جات کے قوم وملّت کی تواریخ کی ورق گردانی سے حسب ذیل نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔

آدی سوت سے آغاز ہوتا ہے۔ یہ کھتری قوم ہنود سے پہلے رجن کاٹ ۴۷۵ سنہ (ل
تصوّر ہوتا ہے۔ پانچویں گورو انگد دیو جی۔ گورو نسل کا سلسلہ رہا۔ ان کے
زمانہ گوریائی میں ہی شری گورو گرنتھ صاحب کے مجموعہ کا پیدا ہوا۔ یہی
اس قوم کی متبرک کتاب ہے۔ چھٹویں گورو سری "ہرگوبند جی" سے گورو چیلے کے
سلسلے شاہی نسل میں منتقل ہوگئے۔ یعنی آپ نے ملکی اور پولیٹکل حالات کے لحاظ
دو تلواریں کمر میں حائل کیں۔ ایک پیری یعنی گورو پدوی کی دوسری شہیدی یا شاہی
جنگی خدمات۔ ملک و قوم کے لئے بجائے چیلے کے گدی کا حق پیری قائم ہوا۔
دسویں بادشاہ شری گورو گوبند سنگھ جی ۔ پر گورو اور بادشاہی لقب کا خاتمہ
ہوکر شری گورو گرنتھ صاحب پر گورو پدوی قائم ہوئی۔ اس قوم کے ابتدائی عروج و
زوال کے تذکرات جلد نمبر ۵ ا-۱۶ موسومہ چندر بنس راجپوتان زمان کلجگ میں مفصلاً
درج ہوئے ہیں۔

ایک گئی گذری قوم ہندو یا اندو ہے جس کے بزرگان آسمان کے
ربانی کرّوں سے ہمالیہ (بامِ دنیا) کے انتہائی مقامات سے اتر کر شمالی
ہند میں جس کو آج کل کے مورخین جغرافیہ دان آریہ ورت کے نام سے
موسوم کرتے ہیں جس کا حدود اربعہ قانونِ قدرت سے محفوظ و محروس ہے۔
حدود اربعہ شمالاً ہمالیہ کا سنگلاخ سلسلہ جنوباً بندھیاچل
و نربدا کا کوہستانی سلسلہ شرقاً برہم پُتر غرباً سندھ دریائی
حدود ہیں۔

ہندو یا اندو قوم اس قوم کی قدامت اربہا برس کی ہے جس میں ۲۴
اوتار یعنی خالق کون و مکاں مالکِ دین و ایماں کی پاک ترین ہستی کی زندہ مثالیں
عالم ظاہری (دنیا) میں دورہ کرکے دھرم و کرم (مذہب و اخلاق) کے اسباق

کتاب **توریت و زبور یا صحائف انبیا** ہیں۔

(۴) **پارسی** جو دراصل ایرانی ایرین یزدانی۔ اسکانی کہی جاتی ہے۔ یہ قوم زمانہ سابق میں تمام طبقات عالم کے اندر پھیلی ہوئی تھی۔ ان کا نکاس وسط ایشیا کے خطہ جات۔ ایران۔ یونان۔ روم۔ چین سے سمجھا گیا ہے۔ اب ان کی شاہی حکومت ضائع ہو چکی ہے۔ مگر یہ قوم دنیا کے تمام طبقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ملازمت کے پیشہ کو معیوب سمجھتی ہے۔ تجارت پیشہ۔ فنون سرکشی بیین و شنو کے ماننوں کی کمپنیاں بڑے بڑے کارخانوں کے مالک اعلےٰ پیمانوں پر کاروبار کرنے والے متموّل، معزز و متحد قوم ہیں۔ یہ سورج۔ آگ کی پرستش کرتے ہیں۔ سب کے سب کا ایمان **حضرت زردشت علیہ السلام** پر ہے۔ ان کی مذہبی کتاب **ژند اوستا (ژند یا ژند)** ہے۔ جس کی کتابت سنسکرت کی طرح بائیں سے دائیں کو ہے۔ بحریر اور لہجہ زبان سنسکرت سے ملتی جلتی ہے۔ اپنا سن ۱۹۱۲ء (یعنی ۳۰۱) سال لئے ہیں۔ مگر ایرانی اور چین کے تذکروں سے حضرت زردشت کا ظہور **گشتاسپ شاہ ایران** کے زمانہ میں ہوا۔ یہ بادشاہ اسفندیار کا باپ اور رستم کا ہمعصر ہوا ہے۔ جس کا دور تقریباً تین ہزار برس سے کم مانا گیا ہے مگر بدھ **بھگوان** سے ضرور پہلے ہوا۔ اس کا ذکر کتاب مذکورہ بالا کی جلد سوم میں آیا ہے جس کا نام تذکرات یا داستان ایران یا ایرین ہے۔

(۵) **بدھ و جین**۔ یہ مت ہند سے تمام ایشیائی دنیا کے طبقوں میں پھیلا۔ مگر برہمن دھرم کی مذامت اور ایرانی توسیع سے بعد کی تبلیغ ہے جیسا کہ اس کتاب میں ذکر ہوگا۔

(۶) **سکھ (شش) سنگھ** گویا بہادر قوم عالم کے طبقوں میں فوجی زراعتی اور تجارتی خدمات سنبھالے ہوئے پھیل رہی ہے۔ دراصل اس فرقہ اور طبقہ کا مرکزی وطن ملک **پنجاب** تسلیم ہوتا ہے۔ ان کی گوردیدی۔ **گورو نانک دیو**

بہانے بل رہے ہیں۔ اعلیٰ حکومت کی مطلب غرض سایج صورتیں پیدا ہو ہو کر تماشہ بن رہا ہے۔ اور

میں سوچ رہا ہوں۔ کہ جب صحیح دماغ و اعلیٰ عرفی کے لیڈران ملک و قوم اس جادو سے متاثر ہو کر نہیں دور نازک جڑوں کو جن سے ملک و قوم کا شجر نشوونما پا کر برگ و ثمر اور خوشگوار ہوائیں دینے کیلئے قائم رہنا چاہیئے ان کو کاٹ جو ماٹ کر برباد و ضائع کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ شگوفوں ٹہنیوں پتوں کو تقریر اور تحریر کے آب حیات سے سینچنے (ہرو تازہ) کرنے میں لگے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ صاف نظر آ رہا ہے۔ جڑیں سکڑ سکڑ کر تنے اور ٹہنیوں کو حتیٰ تک بنا رہے ہیں۔ پتے اور شگوفے مرجھا رہے ہیں جس کا انجام یہ دکھلائی دیتا ہے کہ انسانی عالم کا شجر کھڑا سوکھ ہو جاویگا۔ نہ وہ برگ و بار سے ہو لے پھلے گا نہ عماراتی کام میں آ ویگا محض ایندھن کی شکل میں آگ میں جھونکے جانے کے قابل ہو جائے گا۔

پھر میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں اس بارہ میں لب کشائی کروں تو میں ایک گمنام محدود عقل ہستی ہوں میری کون سنے گا۔ اور اس پر کون عمل کرے گا۔ بلکہ ہر طرف سے مذاق اور قہقہے کے نعرے بجیں گے۔ اور شور و غل میں طوطی کی چوں چوں ٹیں ٹیں۔ بے سود اور رائیگاں جائے گی۔ مگر عقیدت اور محبت کے جذبات ابھر ابھر کر حوصلہ دلاتے ہیں۔ اور بار بار ہنکار کھول کھول کر زبان کو جنبش دے رہے ہیں۔ ان کو ضبط تحریر میں لا کر ذی فہم، صلح جو۔ جو فلاح و اصلاح عامہ کے خوگر ہیں، مطالعہ میں لانے کی جرأت کرتا ہوں۔

؎ تم مانو نہ مانو یہ اختیار رہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

دنیا داروں کو دیکھ آسمان کے اعلےٰ طبقوں میں قیام فرما رہے ہیں اور اپنے ازلی و ابدی انتظام (سماتن دھرم) سے تمام علوی و سفلی خلقت و سرشت میں موجود ہونے کے باوجود الگ تھلگ جلسہ فرما رہے ہیں جن کے متبرک تذکرات کتاب مذکورہ بالا کے حصص میں درج کیئے گئے ہیں۔

معرکہ عظیم مہابھارت کے بعد حکومت اسلام سے پہلے کے حالات جلد نمبر ۸ میں مذکور ہیں۔

موجودہ مورخین کی عام رائے ہے کہ اس قوم کی ذاتی تقسیم (۱) برہمن (۲) چھتری (۳) ویش (۴) شودر بہ زمانِ رواں ہیں برہمن ذات کچھ کچھ پتہ قدیمی رشیوں (ملاسفروں و ربعارمراں) کے ناموں کا دے رہی ہے۔ چھتری نسل کا نام صرف باقی ہے۔ مگر ان کے نام لیوے مخلوط نسلوں میں تقسیم ہو چکے کھتری۔ راجپوت اقوام ہندوستان کے ہر طبقے میں موجود ہیں۔ خواہ ہر خطے کی زبان میں نام اور ہیں مگر ذاتی تقسیم کا پتہ لگ رہا ہے۔

ویش اور شودر اپنے آپ کو راجپوت اور برہمن ورن سے ظاہر کر کے ہر دو ذات کے ذاتی کوائف کو مٹانے میں سرگرم ہیں۔ حکومت ان سب کو بے معنی و بے محل مباحثہ کی تحریک دے کر جلسہ اڑا رہی ہے اور اپنی گہری پالیسی سے ان کے مقاصد کے مطالبوں کو پیچیدہ کر کے منزل مقصود پر پہنچنے سے پیچھے ہٹا رہی ہے۔ لیڈران ملک و قوم اتحادی اسباق سے سب کو ایک سٹیج پر جمع کرنے میں کمربستہ ہیں۔ مگر مخالف ہوائیں۔ اور اس کے سرد و گرم۔ تند و نرم جھونکے سہرے کی ترتیب کو بکھیر رہے ہیں۔ اور افراط و تفریط کے جلسوں میں اتفاق و اتحاد کے شربت سے حرص و تعصب کے زہر ملائے جا رہے ہیں جن سے دماغوں میں پراگندگی پیدا ہو کر غیظ و غضب کی ہوائیں نکل رہی ہیں۔ حکومت کو تن آسانی اور دار و گیر کے

(۳) پرسٹ (۴) پاؤں۔ کام خدا گانہ ہیں۔

پیدائش عالم کی تمہید

جو کتاب مذکورہ کی جلد نمبر ۵ میں درج ہے خلاصتاً یہاں درج کی جاتی ہے کہ جب قدسی ذات (برہم) سرون انددہم (شناس وگماں پاک ترہستی کو جلوی اور بعقلی ما سرداسر (نوری۔ ناری۔ آبی۔ خاکی) آفرینش خلقت کا خیال آیا۔ تو من کرتے جو ہی مادہ پیدا ہوا کرشمات (گن) (۱) پیدائش برہما (۲) پرورش لشن (۳) جاریہ شیو کا ظہور ہوا۔ ان کے عمل میں لانے کے اسباب مادہ یا مایا یعنی (۱) اکاش (خلا) (۲) وایو (باد۔ ہوا) (۳) آگن (آگ آتش (۴) جل (آب پانی) (۵) پرتھوی (خاک زمین) پیدا ہو گئے۔ نوٹ۔ مغربی محققین کی رائے ہے کہ عناصر کا اربعہ ہے ——— یعنی ہم تو (ہوا۔ آگ۔ پانی۔ مٹی) ہیں۔ خلا یعنی آسمان معلق رکھا)

غیب سے برہما کو حکم ہوا کہ برہما (خلقت جسم و روح کے کرشمہ) پیدا کرو۔ مجبور جب مذکورہ بالا کرشمہ طرح طرح کی کوشش کرنے کے مادود عاجز آ کر۔ پرم جوت (نور والے) کے روبرو گڑگڑا کر تعریف و ثنا میں جھک گئے۔ اور نہایت لجاحت سے پرجا رچنے کے لئے ہدایت اور اسباق مانگے۔

وراٹ سروپ (نظارہ جزو کل) ایک شکل کا اظہار ہوتا ہے۔ جس کے (۱) کان (سامعہ) (۲) کھال (محسوسہ) (۳) آنکھ (باصرہ) (۴) زبان (ذائقہ) (۵) ناک (شامہ) ہیں ———

برہما۔ وراٹ سروپ کے پیٹ کی گانٹھ (گرہ) سے نیلوفر (کنول یا بھے) اُبھرتا ہے۔ جس کے بیچ سے کھلا ہوا پھول شگفتہ ہوتا ہے۔ جس میں برہما جی کی شکل پیدا ہوئی۔ جس کے چار چہرے اور چار ہاتھ تھے۔

برن بیوستھا یعنی ذاتی تقسیم سوال یہ ہے کہ کیا ذاتی تقسیم (۱) برہمن (۲) چھتری (۳) ویش اور (۴) شودر لازمی وابدی ہے یا مصنوعی۔ اصطلاحی؟

میں نے ہندو ذاتی کی قدیم کتابوں کی ورق گردانی متجسسانہ متصبرانہ طور پر کر کے تقریباً دو ارب برس کی واقعاتی تاریخ لکھی۔ جو کتاب محولہ عنوان کے ۱۷ اجلادمیں بالتفصیل درج ہے۔ اسکے لحاظ سے یہ تقسیم ابتدائے عالم سے قائم شدہ معلوم ہوتی ہے جیسے چار وید ہیں بلفسر جداگانہ ہے۔

افلاک کا نظم ونسق جو قابض منتظم حقیقی نے فرمایا ہے۔ جس کے انتظام میں کرۂ عالم بحروبر اور تمام خلقت ہے۔ وہ سیارگان فلکی پر قائم ہے۔ ان کی چار ہی ذات مانی جاتی ہے۔

(۱) برہسپت دیوتاؤں کا گورو (۲) شکر دیتیوں کا گورو — برہمن — راہ و کیت
(۲) سورج۔ منگل — چھتری — آوارہ گرد
(۳) چاند۔ بُدھ — ویش — جرائم پیشہ
(۴) سنیچر — شودر — قانون و مذہب سے آزاد

خواص ونتائج مختلف ہیں = چار (۴) اوقات پر تقسیم ہیں۔

تقسیم دن و رات پر منحصر ہے۔ جو چار چار پہر کے ہیں۔

موسم۔ عموماً چار ہی مانی گئی ہیں۔ سردی۔ گرمی۔ بہار۔ برسات۔ اثرات جداگانہ۔ **اطراف**۔ چار سمت ہوتی ہیں (۱) شمال (۲) شرق (۳) جنوب (۴) غرب۔ اشکال جداگانہ ہیں۔

حساب علم ہندسہ چار پہلو میں ہے (۱) جمع (۲) تفریق (۳) ضرب (۴) تقسیم مگر قاعدے مختلف ہیں۔ **اجزائے جسم انسانی**۔ چار ہیں (۱) سر (۲) سینہ

نہ ہوگا۔ بے کھٹکے پرجا پیدا کر۔

پرجا۔ برہما جی نے دو دنیا کے سب کو صد معلوم کر لینے پر **دیوتا** (ملائک نوری) **دینت** (کافر ناری) اور **پنچ تتو** (حواس خمسہ) پیدا کئے۔ جن سے **حیوانات**

طرح طرح کی جاندار خلقت پرندے، چرند، درندے، آبی، دلدلی، ارضی } پیدا کی۔
سانپ، حشرات، جڑی بوٹی، بیل، درخت، جمادات، سمندر، مٹی، موجودات، محسوسات }

چودہ بھون (۱۴ طبق) ۷ آسمانی درجے (۷) زمینی تہہ بنائیں۔

یگ۔ ست جگ ۱، تریتا ۲، دواپر ۳، کلجگ ۴ کی ترتیب دی۔ پھر کیول پتوں سے ناٹے ران کے شماری درجے اور اوقات دن، سال، ماہ، گھڑی، پل وغیرہ حساب بنائے۔ پھر دیوتا، دیتیہ، راکشس، منش، قوت ارادی سے پیدا کئے۔

برن۔ (۱) سر اور مونہہ کے حصہ (رگیان) سے برہمن
(۲) چھاتی، بازوؤں قوت ہتھیار سے چھتری
(۳) پیٹ، کمر سے ۔۔ ویش
(۴) پاؤں، ٹانگ سے ۔ شودر
} پیدا کئے۔

تقسیم ذاتی، مذہبی اور قدرتی ہے۔ **اوپر کے** دلائل سے چاروں برن سناتن ہیں۔ جو ہزاروں مخالف ہواؤں کے ہزاروں سالوں سے طوفان برپا ہونے پر اس کے ملیا میٹ کرنے کی ہر گز توڑ کوششوں کے باوجود تاہم قائم و بحال ہے۔

شری کرشن بھگوان کا قول۔ ادھیائے ۱۸ اشلوک ۴۲ تا ۴۴ شری گیتا جی میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کے الگ الگ افعال (کرم) بتلاتے ہیں۔

(۱) **برہمن**۔ ضبط دل، ضبط حواس، ریاضت، صفائی، معافی، علم، یقین، عقیدہ نیکی۔

(۲) **چھتری**۔ بہادری، جلال، استقلال، ہوشیاری، جنگ میں ثابت قدمی، فیاضی حاکمانہ طبیعت

تپ ۔ برہما سوچ رہے ہیں کہ میں کون ہوں کس نے مجھے پیدا کیا میری ڈیوٹی کیا ہے۔ اس تلاش اور سوچ وچار میں کنول کی ڈنڈی سے مدتوں غوطہ زنی کرتے رہے آخر ہار مان کر گڑگڑاتے (سوز و گداز عجز و انکسار) اپنے پیدا کنندہ کے گیت گاتے رہے اور چپ چاپ کنول کے پھول پر بیٹھ گئے۔ غیب سے آواز ہوئی۔ کہ تلاش مار دیدار کے لئے تپ کرو۔

مدتوں چپ چاپ سخت سے سخت برت اور تپ (ریاضت ، عبادت) میں مصروف ہوئے تفصیل بیان برہم اونیاشی (ازلی ۔ ابدی ۔ قائم و باقی) کی حیرت انگیز صورت کا اظہار ہوا جس کا نقشہ قانون حقیقی ۔ انتظام اصلی کے ابتدائی تمہید میں کھینچا گیا ہے۔

وید ۔ حاصل کلام یہ کہ جب مکاشفات ازلی سے برہما جی کو پیدائش اور انتظام خلقت کے رازوں کا سبق مل چکا تو برہما جی نے حسب ذیل ور (خواہشیں) پیش کیں۔

(۱) یہ آپ کا پاک ترین تصوّر ہر دم میرے دل میں قائم و برقرار رہے۔

(۲) پیدا کرنے میں اسی لازوال قدرت کاملہ (ذاتی قوت) سے ہمت و طاقت بخشیں۔

(۳) میرے دل میں یہ کبھی نہ سمائے کہ میں تمام اجرام و اجسام خلقت کا پیدا کرنے والا ہوں

ور ۔ ارشاد ہوا کہ (۱) مجھ کو اپنا مالک اور پیدا کرنے والا جان

(۲) سب خلقت میں میرا ہی ظہور و نور سمجھ اور دیکھ

(۳) میری بھگتی (تصوّر) سے تجھ کو دنیا کے پیدا کرنے کا ہرگز غرور نہ ہوگا۔

نیز (۴) الف ۔ جب تو مجھے یاد کریگا میرا اصلی ازلی نورانی تصوّر نظر آئیگا۔

(ب) میری عظمت و برکت سے تو تمام علوم و فنون کا عالم و عامل ہوگا۔

(ج) تجھ کو اپنی پیدا کردہ خلقت کے تباہ و برباد ہونے کا کوئی افسوس اور غم

مخلوط النسل کی پیدائش بتایا جاتا ہے کہ بھارت سے پہلے جس کو پانچ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔ **برن بیوستھا** پورے پیمانے پر تھی۔ اسکے بعد گڑبڑی ہوکر مخلوط النسل اشخاص کی کثرت ہوئی۔

زمانۂ حال کے واعظ۔ ہادی رحمۃ اللہ علیہ و مصنف برن بیوستھا کے نام و نشان کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے کمربستہ ہیں۔ اور اس کو فرسودت ایجاد کی طرف ساں کرتے ہیں۔ یہ سوال موجودہ زمانہ میں ہی پیش نہیں بلکہ ہر دور کے خاتمہ پر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ کروڑوں مرتبہ پہلے ہوا۔ اب ہو رہا ہے۔ اور آئیندہ ہوتا رہیگا **کیونکہ**

(۱) ست یگ یہ ۱۶ لاکھ (۲) تریتا ۱۲ لاکھ (۳) دواپر ۸ لاکھ۔ **کلجگ** ۴ لاکھ برس کا ہے۔ اور کل میعاد ۴۰ لاکھ برس رکھی گئی ہے۔ اور ایسی ایسی ۴۰ لاکھ برس کی ۷۱ چوکڑیاں ایک منو یعنی سورج (وائیسرائے حق) دور میں گذر جاتی ہیں۔ ۱۴ منوتروں (سورجوں) کا دور پورے ہوکر برہما کا ایک دن جس کا عرصہ ...... ۴۳۲۰ سال کا مانا گیا ہے گذر کر رات ہوجانے سے دنیا فنا ہوجاتی ہے اتنے عرصہ میں دنیا فانی اللہ ہوکر پھر دنیا کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہ قول سورج سدھانت کا ہے۔ اور سری گیتا جی کے آٹھویں ادھیائے کے $\frac{18}{19}$ اشلوک میں بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے۔ **زمانہ رواں تک** ۶ منو گذر کر ساتویں منو کی ۲۶ ویں چوکڑی کا یہ کلجگ گذر رہا ہے۔ ۴۴ چوکڑیاں ابھی باقی ہیں۔

شری کرشن بھگوان شری گیتا کے چوتھے ادھیائے میں فرماتے ہیں کہ جب مذہب (دھرم) اخلاق (کرم) ناقص و گندے ہوجاتے ہیں تو میں کسی نورانی شکل میں ظاہر ہوکر غلط راستوں اور افعال و اخلاق کو درستی اور راستی پر لاتا ہوں۔ اسی کو اوتار کہا جاتا ہے۔

(۳) ویش۔ زراعت۔ گائے بیل جانوروں کی داشت و پرورش۔ تجارت۔ بنج بیوپار
(۴) شودر۔ برہمن چھتری۔ ویش کی خدمت بجالانا۔
یگیہ۔ دان۔ علم پڑھنا۔ ہر چہار ورنوں کیلئے مقرر ہیں مگر برہمن کے لئے خاص کر ضروری ہے۔

مذہب و ذات۔ اپنے اپنے ورنوں کے اندر ہر انسان مقررہ ذاتی افعال سے اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ پاسکتا ہے۔ اگر اپنی ذات مقررہ افعال پر نقص بھی ہوں۔ وہی اختیار کرنے میں بہبودی و بھلائی ہے۔ اس پر نقص عمل کرنے سے پاپ نہیں ہوتا۔ دوسرے ذات کے بہتر اور آسان تر بھی افعال کا اختیار ممنوع و متروک قرار دئیے ہیں۔ کیونکہ افعال تمام نقصوں سے اس قدر گھرے ہوئے ہیں جس طرح آگ دھوئیں سے صاف طور پر یہ کہ ہر ایک فعل میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور ہوتا ہے۔ اس کا خیال چھوڑ کر اپنے ذاتی فعل کو جاری رکھنا ہی بہتر و مناسب ہے۔ اس کے نتیجہ یا پھل کا خیال ترک کرنا۔ پرماتما کی رضا جوئی ہے۔

مثلاً سونا اعلےٰ قسم کی دھات ہے۔ لوہا ادنےٰ سے ادنےٰ دھات ہے۔ اگر لوہے کی ملوار پر سونے کا پانی یا سونے کا بہترہ چڑھایا جاکر سونے کے داموں پر دینا چاہو۔ تو دوسرے معنوں میں یہ جرم قابل سزا ہے۔ وہی ملوار تاپ کھا کھا کر فولاد کی صورت میں سونے سے بڑھ کر رتبہ پاتا ہے۔ اور سونے کے غلاف میں بادشاہوں کی کمر پر آویزاں ہوکر سونے کے تخت پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور جو اہرات جڑے سونے کے تاج کا محافظ کہلاتا ہے۔ معمولی عقل و فراست کا کوئی شخص ہزار روپیہ کا جوتا سر پر نہیں پہنے گا۔ دولت کی ٹوپی پاؤں میں نہیں رلائی جاتی۔ اپنا اصلی دھرم کرم ہی مفید اور نیک نتیجہ محض ہے۔ اسکے خلاف عمل کرنا قابل نفرت و غیرت ہے۔

اصل مدعا کے لئے سوال کیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور گیارھویں ادھیا سے وراٹ سروپ کے درشن پانے پر ۳۲ ویں اشلوک میں ظاہر فرمایا۔ کہ "میں دنیا کو فنا کرنے والا زبردست کال ہوں، موجودہ لوگوں کے مارنے میں مصروف ہوں ہر دو افواج کے اشخاص سے کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔" اس سے خیال پیدا ہو رہا ہے کہ روحانی، جسمانی عظمت و برکت مہابھارت میں ختم ہو چکی ہیں۔ صرف افسانے اور روائتیں رہ گئیں۔ ایک عظیم انقلاب آیا۔ کروڑوں مدھوائیں آوارگی میں آ کر ویراں جنگلوں میں گھومتی پھرتے ماہر جہاں سنگ سمائے جا نکلیں۔ ان کے نطفوں سے جو نسل ہوئی۔ اپنا آبائی اخلاق "مادری تربیت پا کر عمل میں لانے لگے۔ اوّل اوّل یہ نسل وسط ایشیا میں آباد ہوئی۔ پھر گرد و نواحی ممالک میں پھیلی۔ ان چروں آوارہ گرد اقوام کو پہاڑوں جنگلوں میں دھکیل کر جا بجا بود و باش اختیار کی۔ حتّٰی کہ براعظم ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ، آسٹریلیا میں بتدریج پھیل گئی جہاں جہاں مستقل قیام ہوا۔ وہاں کی آب و ہوا سے طریق معاشرت ہر قسم کے خیالات ہوتے گئے۔ فرصت وقت نے لکھنا پڑھنا سکھایا۔ طرح طرح کی بولیاں مختلف تحریریں کتابت ہوتی رہیں۔ ان سب حالات کے تذکرات کتاب مذکورہ بالا میں کئے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ عالم کے مہذب طبقے اسی نسل سے ہیں شروع شروع میں ان اقوام کی آبادانی بلادات۔ ایران روم یونان چین ترکستان میں ہوئی۔ جوں جوں نسل میں ترقی اور شاہ و رعایا میں آبادی ہوتی رہی۔ دیگر ممالک میں جا بجا ڈیرے ڈالکر ملک گیری اور ملک داری کرتے رہے۔ سر حطّہ اور ملکا کا مورّخ جب تاریخی میدان میں قدم رکھتا ہے۔ وہ عام روبہ حلقہ کے عام روسیان کرنے میں ایسا لکھتا ہے کہ ابتدائی آبادی آرین اقوام سے ہوئی۔ ان کے رسم و رواج بت پرستی قربانی، آتش پرستی۔ دیوتاؤں کی پوجا وغیرہ کا اظہار کرتا ہے نیز ایسا ہی بیان

اوتار نقل مطابق اصل

ملک ہند میں ۲۴ اوتار مانے گئے ہیں جن میں ۱۰ اوتار مکمل اور ۱۴ اوتار موقعہ ضرورت کے لئے ہوئے۔

دس اوتار (۱) مچھ پانی کا (۲) کچھ کچھو دلدل کا (۳) باراہ حیوانات کفر دالے (۴) نرسنگھ اوتار (۵) باون انسانی سرشت (۶) پرسرام (۷) شری رام چندر جی (۸) شری کرشن جی (۱۰) کلنک ۔ ۹ اول الذکر اوتاروں کی کہانیاں گزر چکی ہیں۔

دسویں اوتار نہ کلنک کی آمد کے سامان و حالات پیدا ہو رہے ہیں پروگرام بن رہے ہیں جس کا انتظار اپنے اپنے عقیدے کے مطابق ہر قوم و ملت کر رہی ہے۔

شری کرشن مہاراج کلجگ موجودہ سرشت کے بانی ہیں۔ وہ اور کی کہانیاں مہابھارت میں ختم ہو چکیں۔ زمانِ رواں میں کرشن دیدھ وا اسمی کا رواج ہے۔ کیونکہ جب دلاور بھگت مہاتما ارجن نے مہابھارت کے جنگ کے آغاز پر رشتہ داراں ناظر داراں۔ دنیا بھر کے نامور بہادران کو مرنے مارنے پر آمادہ پا کر سما (برہمن دھرم) جنگ سے درگذر کرنا اختیار کر کے چھتری دھرم ترک کرتے ہوئے جنگ سے انکار کیا۔ اور ظاہر کیا کہ اس جنگ میں مردان دلاور مشہور زمانہ ہستیاں صفحۂ دہر سے مٹ جائیں گی عورت بیوگی کی صورت میں آوارہ ہو کر سنکر نسل اولاد پیدا کریں گی۔ حد بھی نیک افعال و اخلاق (کرم و دھرم) گم ہو جائیں گے۔ ایسے کنسل لوگ بداعمالی کریں گے۔ نرک کو بھی سنگ و تاریک کریں گے یہ سب گناہ میرے ذمہ تھوپا جائیگا۔ میں بھیک مانگ کر عمر گذار نا اس حق شاہانہ عیش و حکومت سے بہتر خیال کرتا ہوں جس پر باہمی روحانی۔ دینی۔ دنیوی بحث اور سوالات ہونے کے بعد ارجن نے کرشن سے ان کے اصل وجود کے دکھانے اور

گوروؤں کی قیام گاہیں ترو تازہ جنگل سبز و تر وادیوں میں ہوتی تھیں محض حق پرستی کا مقصد ہوتا تھا۔ بے شمار مادہ گاؤ ہوتی تھیں۔ قدرتی میٹھے ٹھنڈے پانی کے آبشار بجا ہوتے تھے۔ نیز لذت و علاوہ میوہ جات درختوں کے بن کے بن ہوا کرتے تھے۔ چیلہ ایسے ایشور کے بے بدل دستر خوان سے پرورش پاتا ہے۔ گورو سیوا میں وقت لگاتا ہے۔

ایسا برہمن۔ علوم دینی و دنیوی میں فاضل اور دلیل کامل (ملکی فلاح و صلاح مصلحت وقت کے رازوں میں ماہر و کامل) ہوتا تھا۔ عارفانہ و عابدانہ طرز میں زندگی گزارتا تھا ضروریات انسانی اور خورد نوش و پوشش کے سامان مفت تھے۔

بن پرستی آشرم اوپر والے حالات میں زندگی بسر کرنے والے برہمن کو بن پرست کہا جاتا تھا۔ برہمچاری چیلہ وہ بارہ برسوں کو رسیلے میٹھے پھل اور خالص دودھ، دہی، مکھن کھانے کو ملتے تھے۔ گورو سیوا اور حصول تعلیم کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ بداخلاقی اور بدافعالی کا جن بھوت پاس نہیں پھٹکتا تھا۔

گرہست آشرم۔ اس طرح ہنسی خوشی میں سنہری زندگی بسر کر کے ۲۵ سال کا جوان رعنا تندرست صحت ور، روحانی عروج، ضمیری طاقت عقل و تمیز صالح علم کی انتہائی ڈگری پاکر گورو جی کے حکم سے اپنے گھر واپس آتا ہے۔

ترک دنیا۔ جہاں اس کے والدین اور لواحقین آزادی و خانہ داری کی زندگی بسر کرکے سیر چشمی سے دنیاوی تعلقات کو ترک کرکے اپنے پرماتما کی عبودیت (سنگتی ملنے کا چاؤ) بن آیام بسری کیلئے تیار ہوتے اور بن کو چل دیئے۔

(۲) گرہست آشرم۔ وہ برہم چاری گرہست آشرم میں داخل ہوتا ہے سادہ دنیا داری کی سطح پر آتا ہے بیگم وہون کرتا ہے روحانی اور تواریخی وید پران وغیرہ عوام کو سناتا ہے۔ چھتری۔ ویش شودر نیک اعمال اور شبھ کرم کے پابند رہتے تھے

کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ خوبصورت۔ خوش وضع۔ فنون اور آلات و مراکبات فلکی وتری کے استعمال پر اسلوبی کر لیوا لے تھے۔ مگر اس سے پہلے قدیم تر حالات حیرت اور تعجب کے اصطلاحات سے بیان کئے جاتے ہیں۔ تمام مؤرخین قدیم تر عالم کو جاہل۔ ناشائستہ افعال کرنیوالے۔ سیاہ فام بدشکل وغیرہ اوصاف سے مبہم طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم یہ جملہ مؤرخین دو تین ہزار سال کے حالات کہتا سکتے ہیں۔ اس کے اندر سب ہی قدیم تر حالات کو مذموم اور ایسی ہستیوں کو بھی توہمات باطل پرست ناقص حرکات کا خوگر ظاہر کر کے اپنی موجودہ قومی و ملکی تہذیب و تمدن کی تعریف میں قلم فرسائی کرتے ہیں۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ مجموعتاً مؤرخین عالم کے حالات باریک بینی سے اخذ کر کے کتاب مسنون الذکر کی اجلاد ۴-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲ میں درج کئے ہیں۔ اس حصہ میں خلاصتاً ناظرین کے مطالعہ میں لاؤں گا۔

آشرم سنکھیا۔ ہر چہار ذاتی کے حصص زندگی اور ان کے فرائض امن مضمون کے لئے ذیل سوالات ہیں۔

(۱) ہر چہار ورنوں کے طرز معاشرت تعلیم و تربیت کے کیا قواعد تھے؟

(۲) اس جماعت بندی سے قومی اور ملکی اخلاق و تمدن پر کیا اثر پڑا تھا؟

(۱) برہمچریہ۔ برہم آچرن۔ تمام عالم اور ہر طرح کی خلقت کو اپنا جسم سمجھ کر بلا غرض و ارادہ نیک افعال کرنا

الف۔ برہمن کے لئے لازم تھا کہ جب وہ معصومیت اور طفلی کے زمانے سے نیک و بد خیالات کا پہلو پکڑتا تھا۔ اسکے والدین اسکے وائیں بازو کی طرف گردن میں دیں و دنیا پر لوگ۔ لوک کے مذہبی قیود کی جڑ اس اس حمائل کر کے سر مونڈ۔ یا جا یا پٹھو۔ کے ضروری سامان سونپ کر مرگ چھالا یا آسن سے ڈھانپ کر گورو کی سپردگی میں دیدیتے تھے۔

مال و ملک نذر کرنے کو ہمہ تن تیار۔ دلبش احساس اور نعمت ہائے خورد ونوش کی کشتیاں بھر بھر کر پیش کر کے شودر سچے دل سے اس عجیب سے خدمت بجا لاتے
ایسے برہمن کے وہ اوصاف جو شری گیتا جی میں بیان ہوئے ہیں سوائے سے ہی ہوا کرتے تھے۔

(الف) **برہمن**۔ ضبط دل وحواس۔ ریاضت۔ صفائی۔ معافی۔ سادگی۔ علم حقیقت پختہ عقیدہ وررتا تھا۔

میرا چیلنج آج دنیا بھر میں ایسا برہمن اور سناسی ڈھونڈھے یا پایا نہیں جا تا۔ جس پر یہ دعوے ہو کہ برہمن کا محض نام باقی ہے۔

(ب) **چھتری** (راجہ بھی اس صف میں شمار ہوتا ہے) گھر گھر جوگان، اکھاڑے۔ اسلحہ کا استعمال سامان جنگ جوئی وغیرہ کا اور آچار یہ استاد ہوتے۔ پیر سارا ہوتے ہی راجہ کا ذکر سمجھا جاتا تھا۔ فنون اسلحہ شکار رفتار کے کھیل جنگ دھاڑ کے داؤ گھات کی تعلیم ابتدا سے شروع ہو کر برابر جاری رہتی تھی یہی ان کا بر ہم حرج تھا۔ درس وتدریس کے لئے

پروہت یعنی دنیا دار فاضل وکامل کو جیبہ بہ کوصہ۔ دیہہ بدیہہ موجود ہوتا تھا اس طرح سنسکرا اور شاستر وبادوں کا عالم وعامل بن جاتا تھا بادشاہ وقت کی خالص محبت والفت جسم کے رگ وریشہ میں موجیں مارتی تھی تمام رعایا کے چھتری رعنا جوان جاں نثار۔ قواعد جنگ کا آزمودہ مکمل سپاہی بادشاہ کے مخالفوں کے مقابلہ میں استقلال سے جان بہانے کیلئے کمربستہ ہوتے تھے۔

جن کا مقابلہ مخلوط النسل شہرت پرست بوالہوس اشخاص کب کر سکتے تھے۔ ایسے سپاہی میں وہ اوصاف جو شری گیتا جی نے بتلائے ہیں کیوں نہ ہوں۔

ایسے دنیا دار برہمن کی سبدھی سادی پنچی اور بے غرض تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔ جمن کی پیروی تینوں ورن خوشی کرتے تھے۔

۵۰ سال کی عمر تک گرہستی [۲] ہو اپنے قول و فعل سے مذکورہ بالا تعلیم جاری رکھتا ہے۔

(۳) **بن پرست آشرم** ۔ جب اس کا بیٹا برہم چاریہ سے واپس آ جاتا ہے تو وہ ترک دنیا کر کے بن پرستی اختیار کرتا ہے۔ بن پرستی کے دوران میں اس کا بیٹا علوم درسی میں کامل واقفیت حاصل کر کے ویدک تعلیم اور جڑی بوٹیوں کے خواص سے واقف ہو جانے پر استقلال، سردی، گرمی، تکلیف و راحت کے احساس سے طاق ہوتا ہے۔

(۴) **سنیاست آشرم** ۔ ۷۵ سال کی عمر میں پرماتما کی ہستی سے رشتہ قائم کرتا ہے، نام بدل ڈالتا ہے اس کا دھرم یہ ہے کہ میری اب بات کچھ نہیں مجھکو دنیا کے سامان اور بکھیڑوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں پرماتما کا جزو ہوں۔ جزو کل میں جذب ہو کر ہی دائمی خوشی حاصل کرتا ہے۔ میں دنیا میں پھیلا ہوا ہوں۔ تمام عالم میرے جسم میں موجود ہیں۔ وہ جابجا اپدیش کرتا۔ جڑی بوٹیوں سے جن کے ۱۲ [۱] کا تجربہ وہ دوران زمانہ بن پرستی کر چکا ہے۔ دنیا داروں کے آرام معاد رہے۔ ست سنیاس گاؤں بہ گاؤں شہر بشہر اپنے دہدار و گفتار کی برکت بکھیرنا شروع کر کے پرماتما کی اصل داخل حق میں سما جاتا ہے۔

وردشراپ (دعا و بددعا) ایسا نیک مرد اپنے محبوب حقیقی سے کچھ مانگے تو اس کریم النفس بھگوان کو منظور کرنے میں کیا آرہے ملے اور ڈھیل ہو سکتی ہے اسکے لئے عرض و معروض فوراً قبول ہوتی ہے۔ تار نفسی حقیقی ناظم دنیا لص دھاگوں سے ملی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے ور اور سراپ کا فوری اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ پورانوں میں ذکر آیا ہے۔

فروتنی اور معافی کے اسباب ۔ راجہ اور چھتری ہاتھ جوڑے راج۔

فرمان تھا۔

ہر سہ اقوام اور شودر ذاتی کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ آج تلاش کرنے سے ایسا سودر نہیں ملے گا۔ فی زمانہ یہ لوگ سامان خوردنی و پوشش کے تقاضے کرتے ہیں سب کو ڈانٹ بتلانے اور طرح طرح کے قبیح فعل کے خوگر ہیں۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ تمام برہمن۔ چھتری۔ ویش غلاموں کے کاموں میں ملازم ملتے ہیں ست بیٹھتے دن کاٹ رہے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سب کے سب اندھا دھند ہمارے فرائض اور کاموں میں مداخلت کرکے ہم کو ننگ اور بھوک سے مارنا چاہتے ہیں تو چلو ہمسری کا دعویٰ کرو۔ ڈانٹ بتلا کر کہ ہم تمہارے سے کس بات میں کم ہیں۔ **نتیجہ یہ کہ** برہمن۔ چھتری۔ ویش کرم کے عامل ہیں یا غلامی کا طوق گلے میں پہنے اکڑتے پھر رہے ہیں۔ ویش و شودر بہ تبدیل لقراو کا بھیس بدل کر ارصاف ذاتی کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور خود اوراں کو دوزخ کے امیدوار بنا رہے ہیں۔

ایسی تنگ وتاریک حالت کیوں ہوئی ۔ مہاراجہ بھرتری فرمانروائے مالوہ نے آپ بیتی کہانی لکھی ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ اپنے لشکر کے کسی جنگل میں بسلسلہ شکار ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ ایک دن شکار کے تعاقب میں لشکر اور باڈی گارڈز سے الگ ہو کر راستہ بھول کر ایک باغ میں جا نکلے۔ بھوکا ماندہ بھوک پیاس سے عاجز ہو کر مالک باغ کو پکارا۔ اسکے سامنے ایک نابالغ طفلکہ آئی جس سے اس نے پانی مانگا۔ مگر وہ نہ سمجھی۔ پھر اس نے ہاتھوں کو منہ سے لگا کر اشاروں میں جتلایا۔ وہ فوراً باغ میں چلی گئی۔ ایک انار اور ایک رنگترا اور دو گلاس لائی۔ انار و رنگترہ ہر دو کو ہاتھوں سے نچوڑا۔ جو دونوں گلاس لبالب بھر گئے۔ چھلکے گھوڑے کے آگے ڈال دئیے۔ میں نے ہر دو گلاس پیئے۔ نہایت مفرح اور

بہادری، جلال، استقلال، ہوشیاری، جنگی خدمات میں جا ایک وجہ بنا پہ فرار کی ذلت بھولے سے بھی برداشت نہ کرنے والے۔

اس میں خیال کرتا ہوں۔ ایسا سپاہی آج دنیا میں کہاں ہے۔ چھتری کل جہاں سے کم یاب بلکہ نایاب ہے۔

زمانِ حال کی سپاہ ۔ دگورنمنٹ فورس) محض تنخواہ دار غلامی میں بادشاہ کے لئے محض نمائش ہے۔ گریز سے گریز نہیں، بہادری، استقلال، جاں نثاری ملک کی ہے، پیٹ اور جان عزیز رہے، بادشاہ جہنم میں جائے ملک کوڑیوں میں بک جائے۔ تو ہم شاہ ہو۔ کھانے کیلئے راشن، پہننے کے لئے وردی اور دیگر ساز وسامان ملتا رہے تو کوٹھے ہیں نہیں تو حکومت سے خود سر ملک اور قوم کے لئے موذی اور ڈاکو ہیں۔

(ج) **ویش** بعصومیت سے نکل کر تمام طفلی میں ہی نیچ بیوپار، زراعت و تجارت کی ٹریننگ پا کر سامان خورد و نوش و پوشاک کے جمع کرنے میں معروف ہو جاتے تھے۔ بادشاہ، چھتری، برہمن، شودر اور ملازمان سرکار کو ہر طرح کے سامان سے بے پرواہ اور بے فکر بنانے میں ہر دم کمربستہ رہتے تھے۔

(د) **شودر** کو صرف خدمت خلق بر سہ ذات مذکورہ کی رضا جوئی تابعداری اور پرماتما کی بھگتی سے سروکار تھا۔ ان کے دنیاوی فرائض کی ادائیگی، شادی، غمی، ضروریات، ذاتی کے اخراجات، ویش، چھتری، برہمن پر فرض قرار دی ہوئی تھی، جس کو سر تشیمی سے وہ پورا کرنے تھے۔ راجا لوگ بیشمار نعمتیں، انعام و اکرام دیتے تھے۔ بتلاؤ ایسا شودر ذلت و خواری کب اٹھاتا ہے۔ بد افعالی چوری، بدچلنی کے مخدوش اور خطرناک راستوں میں کیوں قدم رکھتا ہے۔ اس کا جسم و جان ہر دم جہان کی عزت حرمت جسم و جان کی خدمت میں ہر دم

دربار مر شیخ سعدی علیہ الرحمتہ اپنی گلستان اور بوستان کے سنہری صفحے دیباچہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اگر بادشاہ گاؤں سے ایک انڈہ مفت لیتا ہے۔ تو اسکے کار پرداز گاؤں کے تمام مرغوں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ حکومت کے ایسے احکام پر رعایا غم والم کے آنسو بہاتی ہے۔ آہ و بکا کرتی ہے۔ حکومت اس کو سرکشی سے تعبیر کرتی ہے۔ نیز خزانوں کو بھر کر رعایا کا بیت المال جو ان کے حفظ جان، مال، عزت اور حمایت کی غرض سے ان سے ہی لوٹتی ہے۔ ایسے انتظام و مصلحت کے بہانے سے دونوں ہاتھوں لٹاتی ہے۔ اسی کو سلطنت کا نظم ونسق تصور کرتی ہے۔ جب رعایا بھوک سے تنگ آکر لب کشائی کرتی ہے اپنا حق مانگتی ہے۔ تو قتل عام، ضرب لاٹھی اور اسلحہ کے استعمال سے ناکارہ اور شکار بنایا، رعب حکومت واجب فتح باعث سمجھتی ہے۔ اگر ایسی صورت میں یہ کہا جاوے کہ جہاں میں بسنے والے مخلوق طبقہ انسانی "زندہ درگور ہیں" تو بے جا نہ ہوگا۔ اور شاہاں کی حکومت کو "قزاقی، رہزنی، لوٹ مار" بیان کیا جاوے تو کیا غلطی ہے!!!

زمان قدیم وسابقہ راجگان وحکمران = اقبال شاہانہ اور عادلانہ کی حکومت کیا تھی؟

ہمیشہ رعایا کی بہبود، آسائش، امن وامان کی تجاویز سوچنا۔ انصاف و عدل داد رسی میں وقت گذارنا۔ خیرات، فلاح واصلاح عامہ کے ذرائع کے نکالنے تلاش کرکے شاہانہ لطف وکرم سے غریب محتاج، لاچار خلقت کو مالا مال اور فارغ البال کر دینا۔ ہر طرح پبلک کی مشکل کشائی میں کمربستہ رہنا۔ آفات آسمانی ارضی، حملہ جات خیری و غیبی کے دفعیہ میں تن من دھن سے حفاظت و حمایت کرنا۔ ہر دم اس فکر میں رہنا کہ کونسا ایسا کام کریں جس سے دنیا کو امن

سرد و شیریں معلوم ہوئے۔ معاً میرے دل میں خیال گذرا۔ کہ اگر ایسے ایسے باغوں پر
ٹیکس قائم ہو تو سرکاری مالیہ میں کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے کچھ دیر بعد
مجھے پھر اشتہا ہوئی۔ میرا اشارہ پا کر لڑکی پھر دونوں پھل توڑ لائی۔ جب اس نے
نچوڑ کر گلاسوں میں ڈالا تو خلاف سابقہ دونوں پھلوں سے سختی اور خشکی کی وجہ
سے بہت کم رس نکلا۔ محض نصف نصف گلاس بھرے۔ میں نے لڑکی سے
پوچھا۔ کہ کیا یہ انار اور نارنگترہ اور پیڑ سے لائی ہو۔ اس کمی رس کی کیا وجہ ہے۔
اس لڑکی نے جواب دیا۔ کہ پھل تو پہلے پیڑ کے ہی ہیں۔ کمی رس کی وجہ یہ معلوم
ہوتی ہے۔ کہ جس راجہ کے راج میں یہ باغ ہے اس کی نیت میں حرص پیدا ہو
گئی ہے۔ اس وجہ سے پھلوں کے رس خشک ہو گئے ہیں۔ میں نے اس بات کو
صحیح پا کر اپنے خیال قائمی ٹیکس کو چھوڑ دیا۔ بس ایسے جوگی راج مہاراجہ کی
آپ بیتی کہانی سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ رعایا اور اہلکاران سرکار کی خواہشات
میں اس وقت انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ جب حکومت وقت بوالہوس۔ لالچی۔
خود غرض۔ رعایا آزار۔ ظلم و جبر سے رعیت کے مال و زر و ملک و عزت پر دستبرد
کر کے خزانہ پُر کرنا چاہتا ہے۔ زکواۃ۔ محصول چونگی جات۔ مسکرات و آبکاری تمباکو
وغیرہ کے ذریعہ روپیہ بٹورنا۔ عیش و مزے لوٹنا۔ تجارتی کاروبار سے مفاد اٹھانے
کیلئے جنگ و خونریزی کی تاوان کر رعایا سے جبر و تشدد کے ذریعہ روپیہ بٹورنا۔ نو بنو
قانون کے اجراء سے عام ایذا رسانی اور باہمی خانہ جنگیوں کے مقدمے بنا بنا کر بے چینی
اور بد عملی پھیلا کر رعب داب جمانا۔ سکوں کو کاغذی گندہ اور ناکارہ دھاتوں کی
شکل میں چلا کر بیوپار کی کشادگی کو محدود اور تنگ کرنا۔ غرض ایسے ایسے کام جاری کرنا۔
جس سے رعایا کنگال و تباہ حال ہو۔ غریب و شریف ذلیل و خوار ہوں۔ اہلکاران
ایسے ایسے احکام سرکار کی تعمیل سے رعایا کو خوب لوٹتے ہیں۔ ایران کا مشہور فلاسفر

میں ہردم نثار رہتے تھے۔

شودر ۔ زمینداری و مزدوری دستی وغیرہ راجستھان کیلئے جسم و جان سے ہردم نثار و مستعد رہتے تھے۔

برہمن ۔ اپنے روحانی و ربانی برکات کے جنتر منتر تنتر کے آدیشوں کو لئے حاضر دربار رہتے تھے۔ کوئی ستائے۔ ایسے حکمرانوں کا مقابلہ کرنے میں کس کو جرأت ہو سکتی ہے۔

نظم و نسق ملکی ۔ آسودگی و فارغ البالی۔ خزانہ پُر۔ سپاہ دلاور و جنگجو۔ معمور و مسرور۔ غیر ممالک کے حکمرانان درندہ صفت۔ اختیارات ملک داری پاکر حیرت و سکتے میں آجاتے تھے۔ اور روباہ صفت زندگی کی چالیں اور رہزنی کے داؤگھات سے ناکام رہ کر حسرت و رشک سے پسپا ہو جانے کا سبق دیتے تھے اور بیچ نکل کر بھاگ جانے کے راستے بتاتے تھے۔ ایسی ایسی بیسیار نظیروں اور مثالوں سے ہمارے پرانے تذکرے و اتہاس بھرے پڑے ہیں۔ بولتے طریق پر یہ تاریخی ثبوت ہے کہ جب مہا بھارت میں سورج و چاند کی نسلیں ختم ہو گئیں اور زمانہ تاریکی میں آگرا تھا مائی کا دور دورہ ہوا۔ تو بہی خواہان ملک کی نیچائیوں سے عابد و زاہد لوگوں کا انتخاب ہو کر راجپوتوں کی پیدائش کا سوال درپیش ہوا۔ جنہوں نے اپنے روحانی و ربانی برکات سے **کوہ آبو** کے پہاڑ پر عظیم ہون و یگیہ کے ذریعہ (۴) اشکال اگن کل راجپوت پیدا کئے۔ جنہوں نے خلق کا زہریلا مادہ ملک سے خارج کرکے امن و امان قائم کیا۔ اس نسل کے راجگان اپنی پوری شان و شوکت سے **مہاراجہ ہرش** آخری فرمانروائے مطلق العنان ملک ہند تک اٹک راج قائم رہا۔ یہ مہاراجہ سنہ ۶ ء میں ہند کا گورنر تھا جس نے مہاراجگی خطاب اور پُرجلال دربار میں اجرائے سمہ کا عمل شان و شوکت سے کیا۔ آخر عین عہد شباب

و آسودگی ہو۔ بہبود رفاہِ عام کے لئے خزانہ سرکار سے فیاضی کیساتھ خرچ کرنے
کو ہر دم تیار اور منتظر رہتے تھے۔

نتیجہ یہ کہ آسمانی برکتیں ہواؤں اور بارشوں کے راستہ زمین پر عود ہوتی ہیں۔

زمین عمدہ صحت بخش پیداوار بکثرت اُگلتی ہے

پہاڑ سر اٹھا اٹھا سیم و زر، جواہرات، معدنیات کے ڈھیر کے ڈھیر پیدا کرتے ہیں۔

جنگل خوشبو پھاڑ پھاڑ کر نعمتوں کے خوان اور کارآمد تجارتی سامان کے
ڈھیر لگا دیتے ہیں۔

ٹکسال سے زر و سیم کے پورے قیمت کے سکّے ڈھالے جا کر خزانوں کو پُر کیا
جاتا تھا۔ جواہرات و معدنیات، دلیس اور ودیش بھگتوں کو انعام اکرام بخشش شاہانہ
کے طور ملتے تھے جس کے عوض

بدیشی مال ممالک غیر کے عمدہ اور قیمتی سامان و اسباب کے انبار کے انبار
توشہ خانہ جات سرکار میں آ جمع ہوتے تھے۔

ممالک غیر کے حکمرانان کو یہاں کے تجاران، مسافران، سیاحان کی آسودہ حالی
اور صحت و حسن آرائشی و زیبائشی سامان کو دیکھ کر رشک پیدا ہوتا تھا۔
یہاں کے حکمرانوں کی دینداری اور غلامی کو بلا ہی حکومت پر ترجیح دے کر آشتی و
محبت کا ذریعہ پیدا کرتی تھی۔ یہاں کے راجگان کو غیر ممالک کو لینے کی ہوس کم ہوتی
جب حکومت کا اپنا خزانہ ملک کے نا ختم ہونیوالے کانوں کی دولت سے معمور و
بھرپور رہتا ہوتا۔

شاہی شان و عزت اور ملک و قوم کی حفاظت و حمایت کیلئے کروڑوں کی تعداد میں
چھتری سپاہ مسلح و چاق و چوبند جاں نثاری کیلئے ہر دم کمربستہ رہتی ہے
دلیش لوگ یہ سامان رسد رسانی، باربرداری وغیرہ حوائج و جنسی مال کی بہم رسانی

عوام کی آبادانی۔ خوشحالی۔ امن و آسائش کی تجاویز میں مصروف رساعی ایسے عمل
جاری رکھتے ہیں جس سے رعایا اور بادشاہ کے دلوں میں عقیدت و محبت مضبوطی
سے قائم رہے۔ رعایا تو بادشاہ۔ آزادی اور وفا شعاری سے بادشاہ کے جان و
عزت، مال و سال پر قربان اور نمک دعاؤں سے تر زبان رہتی ہے۔

برخلاف اس کے زمان حال کے حکمرانوں کے کارپردازان و اہلکاران

خودغرض مطلب پرست بدخواہ بدطینت۔ بد دیانت۔ بے وفا ہر دم اس ٹوہ میں
میں لگے رہتے ہیں کہ بادشاہ کا کوئی ذاتی عیب معلوم کریں۔ اور اس پر تحریفیں اور نکتہ چینی
کرکے ایسا داؤ کھیلیں جس سے بادشاہ کو چاروں خانے چت رکھیں اور من مانی
چلائیں۔ گلچھرے اڑائیں۔ اپنے اور اپنے لواحقین کو مالا مال کریں۔ بادشاہ کے حقوق
پر قابض ہوکر ہمسری کا دعوے کریں۔ اسکے ملک میں بدامنی اور بدنظمی پھیلائیں اس کی
رعایا پر چھاپے ماریں۔ خزانہ سرکار کو دونوں ہاتھوں لوٹیں۔ بدامنی۔ بے چینی پیدا کریں۔
رشوت کی گرم بازاری سے ہاتھ رنگیں۔ مزے اڑائیں۔ عیش کریں۔ رعیت تنگ آمد
بجنگ آمد کے مقولے پر مقابلہ کیلئے تیار۔ بادشاہ سے بدظن۔ ہر دم بادشاہ کی غیبت
بدگوئی کی کہانیاں کہنا اسکے ہر فعل پر نکتہ چینی کرکے نفرت اور منافرت کے بیج بونا اور
خودسری کے نعرے بلند کرنا اختیار کرتی ہے۔

متفقہ لیڈران ملک و قوم

اس اندھادھند سرکار میں قانون پیشہ اور لیڈران ملک
و قوم اور آزاد لوگ اپنی چرب زبانی سے رعایا میں افراط و تفریط ڈالکر اپنے طرے مانگنے
کے سودے کرتے ہیں۔

ادھر رعایا کو دم دلاسوں میں، نوجوان جلسوں، جماعتوں، پارٹی بندی کے فرض
وغیرہ کے بہانوں سے لوٹ مار۔ ادھر حکام اور مرہا تر دو کو مرعوب کرکے رعایا کو بچانے
کے بہانے سے خزانہ عامرہ پر ہاتھ مارتے ہیں۔ غرضیکہ ایسے لوگ ملکی قانون اور قومی

میں سنتا ہاں نزدورک وستان سے متنفر ہو کر تمام خزانہ۔ جواہرات در یورات۔ ساز وسامان برہمنوں اور بدھ مت کے فقرا میں تقسیم کرکے تارک الدنیا ہو کر فقیرانہ زندگی بسر کی ہے۔ واقعہ مورخین ہند نے ۶۵۰ء کا ظاہر کیا ہے۔ اسکے بعد کے حالات نازک ترین ہوتے ہوتے رہے۔ اس سلسلہ میں ان تذکروں کو آئندہ اوراق میں ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کروں گا۔ یہاں پر اس کا ذکر اس غرض سے کیا گیا ہے کہ بعد از مہابھارت جس کا عرصہ ۵۰۴۵ تسلیم ہوتا ہے تقریباً ساڑھے چار ہزار برس تک کسی ملک غیر کی حکومت کو ہندوستان پر حملہ آوری کی جرأت نہیں ہوئی۔ صرف سکندر و لورس کا مقابلہ ملک وقوم کے دشمن ٹیکسلا کے راجہ کی اعانت وسازش سے ہوا۔ آخر صلح وصفائی پر فیصلہ ہوا۔ راقم کے دعوے غلط نہیں کہ اگر ورن بیوستھا اور ان کے آچرن وآشرم کا رواج ہو تو ظالم سے ظالم حکمران کو راہ راست پر لانے میں ہر طرح کامیابی حاصل ہے۔ حکمرانان ملک اپنی رعایا کو اپنا جان وایمان سمجھتے تھے۔ ایسا راجہ ہی پرماتما (خدا) سے دوسرے درجہ پر سجدہ پانے کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

میں آئندہ اوراق میں چند ایسے راجاؤں کا مختصراً ذکر بھی کروں گا۔ مگر وہ بعد از جنگ مہابھارت کے تذکرے ہیں۔ ان سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں اس بھارت ماتا کی زمین پر حکمران ہوئے جنہوں نے حکومت، بادشاہت عیش وآرام کو تنکے کی طرح کاٹ کر خدا پرستی اختیار کی۔ ایسے ہزاروں ساتوں سے اس کتاب کے سالہا اجلاد کے کالم کے کالم بھرے پڑے ہیں۔

ایسے راجا کے اہلکاران اپنے آقا کی عزت وشان، حکومت وسلطنت کے دل وجان سے خیر خواہ جان نثار، دیانتدار وفاشعار، مبرم بادشاہ کے تابع فرمان، رعایا کے رضا جو، عدل وانصاف پرستے ہوئے

ہوکر زدم بجود ہو رہے ہیں۔

کلجگ۔ ہر قوم و ملت کے ہر ریفارمر و فلاسفر نے موجودہ زمانے کے حالات کا نقشہ اپنی اپنی تالیفات اور تصنیفات میں کتب مقدسہ کی تفسیرات میں کھینچا ہے۔ کوئی اس کو قرب قیامت کوئی دُنیا کی انتہائی سیٹیج کوئی کلجگ کال بتلاتا ہے **مہابھارت** کے ایک اشلوک کا مطلب لکھتا ہوں۔

زمین بویا ہُوا بیج کبھی پیدا نہیں کرتی۔ پانی نے جڑی بوٹیوں، برگ و بار کے رس یعنی لذات اور فوائد و خواص ضائع کر دئے۔ کمینے خیال کے لوگ حاکم بن بیٹھے راجہ لوگ اپنی رعایا پروری کے فرائض کو ترک کر کے عیش و عشرت منا رہے ہیں۔ برہمن بدکردار ہو کر لوٹ مار کر فربہ ہو رہے ہیں۔ عورتیں اپنے خاوندوں سے محبت ترک کر کے غیر مردوں سے محبت اور بدچلنی میں لگ گئیں۔ خاوند زوجگان کے ذریعہ بے شرمی کا پیشہ پہن کر حلوا پلاؤ کے مزے لے رہے ہیں۔ بیٹے باپ کے دشمن بن کر مقدمے کرتے نفرت ڈالتے ہیں۔ باپ بیٹے کی بیخ کنی میں لگا ہُوا ہے۔ اور بیٹا باپ کے عیب ظاہر کر رہا ہے۔ اس کلجگ کے دور میں بیشمار رنج و ملال کے نظارے چاروں طرف نظر آ رہے ہیں۔

جو لوگ اس ناہنجار زمانے سے پہلے مر گئے۔ ان پر صد رحمت زندہ باقیوں پر ہزار لعنت۔ **زمان رواں کے حالات مشاہدے میں آ رہے ہیں۔**

قحط و وبال۔ مہیب امراض۔ دہشت ناک مصائب و تکالیف گویا غریب پر چاکی ہر طرف آہ و بکا ہے۔ باوجودیکہ وہ بیشمار بنجر زمینیں، جو مفید دکار آمد مویشیاں کے لئے چراگاہوں کے طور پر بے کاشت پڑی تھیں۔ وہ بسوہ بسوہ توڑ توڑ کر کے زیر کاشت ہو گئیں، جنیہ چپہ پر کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مفید دکار آمد و دودھ دینے والے جانوروں کا روزانہ قتل ہو کر گوشت خوری سے درندے بنائے جا رہے

قواعد پر نکتہ چینیاں کرکے تجار و متمول لوگوں سے ہاتھ رنگتے ہیں تجار لوگ اپنا رسو
بڑھانے اور عارضی منصب پانے کی غرض سے بقدار تحائف قیمتی مال کے نذ
سے ان کو گرویدہ کرکے اپنی تجارت کو فروغ دیکر نرخوں میں گرانی کرکے غرباء و شرفا کی
و عزت قبض کرکے لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں۔ موجودہ زمانہ ان مذموم اور قابل نفر
حرکات سے بھرا پڑا ہے۔ بغض۔ حسد۔ ہٹ دھرمی۔ تعصب۔ بے دردی۔ بے انصا
رشوت ستانی۔ ریاکاری۔ گندم نما جو فروشی زمین سے آسمان تک اس قدر لوگ
بھر گئی ہے کہ اس میں سچائی۔ صفائی۔ خیر خواہی۔ ہمدردی۔ اخلاص اتحاد و محبت
تار گھسنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ ان اوصاف کے نام پرانی کتابوں میں یا وا
دروغ گفتار قومی و ملکی لیڈروں کی جھوٹی زبانوں پر باقی رہ گئے ہیں۔

منتظم صیغے تحصیل و پولیس۔ رعیت پر لوٹ مار کر رہی ہے۔ کار بیگار
بہانوں سے رعایا کو ذلیل و خوار کر رہے ہیں۔

جوڈیشل عدالتیں قانونی پیچیدگیاں ڈال کر سچ کو جھوٹ۔ جھوٹ کو سچ
کرکے مستغیثوں سے مال۔ جان و عزت رعایا کی برباد کر رہے ہیں۔ لوٹ کھ
کر گھر بار صفا کر ڈاکخانوں۔ بنکوں کے خزانوں میں رونق بڑھا رہے ہیں۔ رعایا
طرح طرح کے ٹیکس اور کورٹ فیس وغیرہ کی آڑ میں مطلب برآری۔ لوٹ مار زری کے ف
کھیل رہے ہیں۔

افسوس اور دردناک حالت۔ مجموعتاً اندھا دھند سرکار و رعایا میں تہ
تہذیب کا نظارہ ہے زبردست زیردستوں کو لوٹ کھسوٹ کر بھاگے جا رہے
چور چور کا شور مچا رہے ہیں۔ غریب غربا۔ مظلوم شرفا۔ ضرر۔ وزیاں رسیدہ پریشا
کے پیچھے چونک پھونک کر جا بجا ٹھوکریں کھاتی رہتی حیران ادھر ادھر گھو
کر ضربات اور صدمات سے عاجز ہو کر ہار مان کر آہ و بکا کرتے ہوئے ذلیل و خ

ایک قومی ہندسہ سمجھا ہے۔

اس پرائیوٹ اُٹھانے سے ہزاروں وید (دھنونتری کی ہمسری کا دعوے کرنے والے) حکیم حاذق۔ طبیب کامل۔ عیسیٰ صفت ڈاکٹر مور و ملخ کی طرح نکل آتے ہیں۔

ملازمان سرکار کی عجیب کیفیت ہے۔ جہاں معمولی تنخواہ وار دو تین کارکنان بہ اسلوبی و خوبی کام انجام دیتے تھے۔ وہاں کھمار بر گھمار چڑھو چڑھو سوگنی تعداد ملازمان ہو گئی ہے۔ اور اس میں دن بدن ترقی جاتی ہے۔ تنخواہیں پہلے ملازموں کی تنخواہوں سے بدرجہا زیادہ ہونے کے باوجود رعایا اور سرکار پر چھاپے مار مار موٹا پیٹ اور فربہ جسم دکھلا کر کمی تنخواہ کی شکایت کرکے اضافہ مانگنے کے لئے سر برہنہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ کار سرکار کو گندے طور پر کرنے کی الزام دہی بد اعمالی کے ریکارڈ بھرے پڑے ہیں۔ نمک حرامی۔ باغیانہ اعمال کے جو گراں سب تہمتوں کو کالے رنگ کا جھنڈا بنا کر نعلوں سے لعل اکڑتے پھرتے ہیں۔

اگر ان لوگوں کے مطالبہ میں تامل و تساہل ہو جائے فوراً سٹرائک کی دھمکی کا نوٹس تیار ہے۔ اب ناظرین اندازہ لگائیں کہ موجودہ کارکنان کی سابقہ سے کیا نسبت ہے۔ **چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک**۔

راجہ اور حکمرانوں کا عجیب حال ہے۔ نمک حرام ماین ورجہ کمینہ نعمتیں کھانے حکومت کرتے مزے اُڑانے کے باوجود معمولی سوال پیدا کر کے باغیانہ سرکشی۔ گستاخانہ میدانوں میں دوچار ہونے والے اہلکاروں کے بھروسے۔ تخت و تاج کی مصنوعی آکڑ دکھلا کر غریب رعایا کی جان مال عزت کو بیچ بیچ مصنوعی نمائش بنا رہے ہیں۔ علی المال سے ملازمان و اہلکاران کی تنخواہ اندھا دھند دی جا رہی ہیں۔

برہمن جن کا کام محض خلق خدا کو راہ راست پر لانے اور روحانی خدا پرستی کے

ہیں زمین اور مویشیان کی قیمت صدہا درجہ گرانی میں جا رہی ہے۔ اجناس کی
پیداوار آبپاشی اور کھاد سے بارہا کثرت میں لائی جا چکی ہے مگر اجناس بسریات
خوردنی و اسباب ضروریات زندگی کی گرانی کا یہ حال ہو رہا ہے کہ

من کا نرخ سیروں پر اور سیروں کا نرخ چھٹانکوں پر آ پہونچا ہے۔

آئے دن کے نرخوں میں جلد از جلد گرانی محسوس کرتے ہوئے با اجرائے ٹھیکہ و نرخ
کنٹرول کے قواعد و ضوابط میں لگا بندھا پڑا جس کے اجرائے کے لئے سرکار کو
نئے کارکنوں کی بھرتی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو ایسے مرچی شوڑے بنکر
آئے کہ ڈھونک ملکوڑوں کی دوڑ دھوپ سے تجارت کا ستیاناس کار۔ دوکاندار لوگوں سے
گا سیٹھ سا سوار لگا دیئے اور ایسے دراحقیقت احساس کے سٹوں کو گرایا کرا دیئے
گر ما پیے اور ایسے پیلڑے بولتے پہلوان بن گئے ہیں۔ ان سب کی دست برد سے
غریب رعایا پریشان و تباہ و بدحال ہو کر برباد ہو گئی۔ کوئی پرسان حال نہیں۔

روپیہ اور سکوں کی قیمت ۸ ـ ۱۰ درجہ کم ہو گئی۔ بیچاری بے جا نرخوں کی گرانی
پر بجائے پکار کرنے کی بجائے کم پانی اور نا پانی کے آوازے کس کس کر خالی پیٹ۔
سوکھے سر پر ہیں جسم دکھا دکھا کر سر حیائی مٹ کو کوٹ کوٹ کر خشک ہو رہے
ہیں۔ ٹکڑے جانے پاگل سے پھرتے ہیں۔

رکس (انکم ٹیکس) کو گدھے الی اور میونسپلٹیوں کی کھڑ مارنے اس درجہ
ناک لگا ڈالا کہ ان کی دالی ذاتی حقیقت جو دیگر کتب میں درج ہیں مفقود و
ضائع ہو چکی۔

بیمار امراض کا شکار رنج و الم کا شکار انسانی عمر طبعی ۱۲۰ برس ایک عمر ممکن
حساب شمار کر اکثر ضرب کر دائموں میں جیالے لگ جاتے ہیں۔ زمان کو کاٹتے
پاتے ہیں۔

مبارک میں لانے کے لئے مرتب کرشتے اور سب سے عزیز ترین تالیفات لکھ ڈالیں اس خوار و مردار زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ آپ سرکار دولت کے حکام ذرا اپنے گریبان میں سر جھکا کر حالات زمانہ کو بنظر انصاف دیکھیں گے تو اس خاکسار کو بلا شک و شبہ خیر خواہ تصور کریں گے۔ تمام طبقوں کے لیڈران کو اتحادی پلیٹ فارم پر مدعو کر کے نفرت اور نقائص کا قلع قمع کر کے بدامنی اور بے چینی کو دور کرنے پر کمربستہ ہوں گے۔

میں آپ کے مطالعہ میں مہابھارت سے بعد کے حالات حکومت ہائے سالہ جاریہ رکھوں گا۔ اس کے ذریعہ دکھلاتا ہے کہ مادر ہند (بھارت ماتا) تمام طبقات عالم کو اپنا بیٹا جان دجگر جانتے ہوئے سب کی خندہ پیشانی و فیاضی فراخدلی سے مہربانی۔ آؤ بھگت کرتی ہے۔ اور اپنی برکت سے غریب کنگال کو مالامال و مال سے نہال عزت و حرمت شہرت سے معمور دسرفراز کرتی ہے۔ مگر جب کفران نعمت سے دلآزاری رنج والم کے نشانے ساتا ہی چلا جائے تو عجیب تغیر سے بچاں سے لیتی ہے۔ اور ذلیل و خوار کرتی ہے۔ میں نے ان حالات کو کتاب مندرجہ عنوان صدر کی جلد میں "دکلجگ کا لی کالی اوتار یا پوسان خیال جا بیج کمال میں) مختلفاً درج کیا ہے۔

تصریح۔ اس کتاب میں ناظرین کے مطالعہ میں پانچ ہزار برس کی حکومت ہائے ہندوستان کا نقشہ نہایت مختصر لفظوں میں کھینچوں گا۔ اس کے بعد مراج سوکے راج کے مفید و نیک اور صالح شخصی حکومت بھی خواہاں فلاح و اصلاح کے دلدادہ جماعت کی جمہوری حکومت پر مدلل بحث کروں گا۔ خاتمہ پر ملا سفران و ریفارمران ما قبل از حکومت و ملک گیری انگلستان برطانیہ اور لیڈران ملک و قوم دوران حکومت انگلشیہ کا مقابلہ کر کے نتیجہ صلح کل اور آشتی و محبت برآمد کروں گا +

طریقے بے بدل بے غرض سکھلاتا ماور استقلال و تحمل سے سادہ زندگی بسر کرنا ریاضت و عبادت قناعت کا عمل جاری رکھتا ہے۔ وہ حرص و ہوا میں تجارت، ملازمت میں مصروف بہار ہیں ما دُنیا داروں کو دھوکے اور چٹکلے دیکر اور سبز باغ دکھلا کر طرح طرح کے بھیس بدل کر سلونی سنہری باتوں میں ٹھگ ودیا کا پرچار کر رہے ہیں۔ ہر موقعہ و محل پیٹ بھرنے روپیہ بٹورنے سے کام ہے۔ **دیگر حالات** سامنے میں آرہے ہیں۔ کہ پرجا مقدمے بازی اور خواہ مخواہ کے جھگڑے بکھیڑوں میں آکر اپنے ہاتھوں آپ تباہ۔ مظلوم۔ ذلیل و خوار حیران پریشان ہو رہے ہیں عدالتوں میں مجمع اور عامہ بہدی کی رونق بڑھا رہے ہیں۔ سنگ ہوک کے سب نتائج ہیں نیک اعمال۔ فرض قومی اور خدا پرستی کو فعل عبث اور غیر ضروری بتلاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے اُلجھنا۔ ہوشیاری سمجھ رکھی ہے۔ جلسے تماشے، راگ، رنگ میں دلچسپی ہے۔ حالات نہایت گندے اور پُر نقص ہیں جو کہ بیان سے باہر ہیں۔

اگر ان تمام حالات ردی کو محسوس کر کے ایک متین شخص یہ کہے کہ اس سے "پہلے مر جانے والی روحوں پر صد رحمت۔ ہم زندہ درگور حالت والوں پر ملامت اور لعنت" کیا بیجا ہے۔

خاتمہ۔ اگرچہ مذکورہ بالا واقعات بالکل درست ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ حکومت اس میں دست انداز ہو کر سیاست کی ننگی تلوار چمکا کر اس راست گفتار کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو آمادہ ہو گی۔ عالی سچ راست گوئی جس کا نتیجہ نیک ہو۔ کو مروڑنے کو نہیں بڑھتا۔ مگر وہ بہ بہانہ ڈھونڈھے گی۔ کہ کانٹے کو کانٹا کہنا جرم اور کسی گناہ گار بدخلقی کے عامل کو مار رکھنا نیک ہے۔ راقم کو اس بات کی پرواہ نہیں۔ ۹۶ سال دنیا کے نیک و بد عیب و ثواب کے نظارے اور لطائف لے چکا ہے۔ دو ارب سالوں کے حالات طالبان حقیقت عاشقان اصلیت کے مطالعہ

(پھلکیاں سماچار پریس پٹیالہ)